ہمارا ماضی اور حال حقیقت کے آئینے میں مطبوعہ فبروری ۲۰۰۰ء

کتابت — محمد اقبال خوشنویس، باغ جہاں آرا، امجد اسٹیشنری

طباعت — ایمرالڈ سفائر آفسیٹ پریس

تعدادِ طباعت — ایک ہزار

تعارف : سفائر فائن پرنٹرس و ایمرالڈ پرنٹرس ملٹی کلر آفسٹ پریس

شہر حیدرآباد کی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ فرض شناس معقول و معتبر شخصیت جناب منعم صدیقی صاحب کی نگرانی و رہنمائی میں اعلیٰ ترین عصری و معیاری ہمہ رنگی طباعتی مشینوں کے ساتھ ہر زبان میں بروقت طباعت کے لیے شہر کے دو علاقوں میں دو پریس شہرت کے حامل ہیں۔

(1) 11-3-848/1105 عقب جامع مسجد ملے پلی

فون نمبرات : 3341663 - 3341485

(۲) 3-2-751 رحمت باغ، کاچی گوڑہ

فون نمبرات : 4651729 - 4607901

تاثرات حضرت علامہ حافظ محمد عبید اللہ خان صاحب اعظمی

رکن پارلیمنٹ

حضرت ثاقب صابری سے حیدرآباد کے دینی اجلاس میں جب جب میری حاضری ہوئی شرفِ نیاز حاصل ہوتا رہا ہے۔

اس بار انہیں اور ان کی شاندار نظم ہمارا ماضی اور حال حقیقت کے آئینے میں دونوں کو گہرائی سے دیکھنے کا موقع ملا۔

ملی درد میں ڈوبا ہوا دل، اہل اللہ سے والہانہ عقیدت: اپنے ماضی کی دورِ حاضر میں تلاش اور قوم کے نوجوانوں کو عہدِ ماضی کا شاہکار دیکھنے کی تمناؤں کا ایک چلتا پھرتا مجسمہ ہیں۔ جناب ثاقب صابری۔

جناب والا کے اس منظوم جائزے میں قارئین کرام آئینۂ ماضی میں اپنی شکل دیکھکر اپنی ملی وراثت کی قدر وقیمت ضرور پہچانیں گے۔ اور شکل دیکھکر اپنی ملی وراثت کی قدر وقیمت ضرور پہچانیں گے اور عشق وعرفان دین وایمان کا یہ حسین اثاثہ ملتِ اسلامیہ کا عملی سرمایہ ہوگا جسکے حصول کے بعد ایمانی فطرت قوم کے ہر نوجوان کو آواز دیگی۔

آہ کس کی آرزو آوارہ رکھتی ہے تجھے

راہ تو، رہبر بھی تو، راہی بھی تو منزل بھی تو

خداوند عالم حضرت ثاقب صابری کی اس نظم کو مسلمانوں کیلئے جادۂ منزل بنائے اور ان کے قلم کو دریاؤں کی روانی بخشے جسکے فیض سے آنیوالی نسلیں بھی فیضیاب ہوتی رہیں: آمین بجاہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

بندۂ عاجز

عبید اللہ خان الاعظمی

۹۴-۴-۷

تاثراتِ محترم پروفیسر محمد نور الدین صاحب

صدر شعبۂ اردو مرکزی یونیورسٹی حیدرآباد

جناب محمد امان علی ثاقب صابری شعبۂ اردو یونیورسٹی آف حیدرآباد کے سب سے سینیر طالب علم ہیں ان کے اندر علم و تحقیق کی سچی لگن پائی جاتی ہے۔ تحصیل علم کا جذبہ ان کے اندر اسقدر شدید ہے کہ عمر کا خیال اور سن و سال بھی اسکی راہ میں مانع نہو سکے۔ انہوں نے جامعہ ہذا کے شعبہ اردو سے ایم اے امتیاز سے کامیاب کیا ہے۔ ایم اے کی تکمیل کے بعد انہوں نے ایم فل میں داخلہ لیا۔
فی الحال وہ پیر طریقت الحاج سید خواجہ قطب الدین صاحب ہاشمی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور کارناموں پر اپنا تحقیقی مقالہ مکمل کر رہے ہیں۔

ثاقب صابری صاحب پختہ مشق اور بدیہہ گو شاعر ہیں۔ وہ کسی بھی موضوع اور کسی بھی طرح میں نہایت برجستہ طور پر ایک ہی نشست میں کئی اشعار لکھ دیتے ہیں۔ یہ ان کا انفرادی وصف ہے نعت و مناقب اور غزلیات کے علاوہ انہوں نے سماجی مسائل اور معاشرتی موضوعات پر نہایت متاثر کن نظمیں لکھی ہیں۔ حالات حاضرہ پر ان کی گہری نظر ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی حالات و کوائف سے خوب آشنا ہیں یہی آگہی ان کی شاعری میں عصری حسیت کی شکل میں نمایاں ہوتی ہے۔
ان کے دل میں امت مسلمہ کی خیر خواہی اور دردمندی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ وہ اپنی شاعری کے ذریعہ ملت کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اسطرح ان کی شاعری کے ڈانڈے حالی و اقبال کی ملی اور اصلاحی شاعری کی روایت سے جا ملتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس ہنگامہ خیز اور پر آشوب دور میں ملت بیضا کو ایسی ہی شاعری کی ضرورت ہے۔ جس میں جماعت کی اصلاح و تعمیر کا سامان اور سوتے ہوئے قافلوں کو جگانے کیلئے بانگِ اذاں کی تاثیر ہو۔

ثاقب صابری صاحب ۱۹۴۵ء سے فکرِ سخن کر رہے ہیں تا حال ان کے سات شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) فیضانِ عرفان (۲) شانِ غوث الوریٰ رض (۳) شان غریب نواز رض (۴) شانِ بندہ نواز رض (۵) گلدستۂ سخن حصہ اول (۶) وقت کا تقاضا (۷) جشنِ میلاد سرورِ کونین۔

پیش نظر تخلیق "ہمارا ماضی اور حال حقیقت کے آئینے میں" ان کی آٹھویں تصنیف ہے۔ جس میں انھوں نے اُمتِ مسلمہ کے پرشکوہ ماضی اور ان کے عروج و اقبال کے تاریخی واقعات سے کنایہ کرتے ہوئے عہدِ حاضر میں مسلمانوں کی تباہی و زوال اور پستی و نکبت کا نقشہ کھینچا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے اسی تنزل و انحطاط کے اسباب و علل کی بھی تشخیص کی ہے اور اس ادبار و درماندگی سے نکلنے کے راستے کی نشاندہی کی ہے۔ یہ نظم مسلمانوں کے عروج و زوال کا آئینہ ہے۔ اکتالیس بندوں پر محتوی نظم میں مسلمانوں کے ماضی و حال پر سیر حاصل تبصرہ کرنا درحقیقت شاعر کا ایجاز نہیں بلکہ اعجاز ہے۔ جسکے لیے وہ تبریک و تہنیت کا سزاوار ہے۔ اس نظم کے علاوہ زیرِ نظر مجموعے میں ثاقب صابری صاحب کی چھ دیگر نظمیں بھی شامل ہیں جو متفرق ہوتے ہوئے بھی اسی موضوع سے تعلق رکھتی ہیں اس اعتبار سے انہیں اس مرکزی نظم کا تتمہ یا تکملہ کہا جاسکتا ہے۔

ثاقب صابری کی شاعری اُمت مسلمہ کے تئیں ان کے اخلاص اور دردمندی کی مظہر ہے یہ ایک طرح سے جذبے کی شاعری ہے گو اس میں تعقل کی پرچھائیاں بھی نظر آتی ہیں لیکن بنیادی طور پر جذبہ ان کے فن اور تخلیقی اظہار پر غالب نظر آتا ہے۔ جذبہ کی فراوانی ان کی تخلیقات میں ایسے پرزور اور طغیان خیز دھارے کی طرح اٹھتی ہے جسکی موجِ تند جولاں میں فن کی نزاکتوں کا دامن تھامے رہنا ایک عمر کی مزاولت کا متقاضی ہوتا ہے۔

ثاقب صابری صاحب کا اسلوب بیان صاف اور واضح ہے ان کے اشعار کو سمجھنے میں کوئی پیچیدگی اور اشکال نہیں ہوتا ان کا طرز اظہار خطِ مستقیم میں حرکت کرتا ہے جس میں خیال کے ربط اور بے کم و کاست ابلاغ و ترسیل کی اہمیت ہے۔ ان کے ہاں ابہام کے مقابلے میں وضاحت اور رمزیت کے مقابلے میں صاف و واشگاف گوئی کا احساس ہوتا ہے جسکے پس پردہ ان کی مقصدیت اور جوشِ اصلاح کارفرما ہے۔

ثاقب صابری صاحب کے جذبات و خیالات قابل تحسین ہیں ان کے صدق و خلوص کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہئیے۔ یقین ہے کہ ان کے جذبے کی حرارت اور صدق و خلوص کی گرمی اپنی گرمی دکھائے گی اور ان کے اس شعری مجموعے کو قبولِ عام و مقبولیتِ تام حاصل ہوگی۔

اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

پروفیسر محمد انور الدین
صدر شعبۂ اردو سنٹرل یونیورسٹی حیدرآباد

۵

تاثراتِ ڈاکٹر محمد مرتضیٰ صدیقی

سابق پوسٹ ڈاکٹر ریسرچ فیلو
یونیورسٹی آف کیلیفورنیا و ہوفیلڈ
پروفیسر فیکلٹی آف ڈپلومیٹک اسٹیڈیز
وزارت خادم سعودی عرب
شعبہ انگریزی یونیورسٹی آف کالج ٹیکنالوجی ریاض

برادر محترم جناب حضرت ثاقب صابری صاحب کی علمی، ادبی اور حرکی تصنیف 'ہمارا ماضی اور حال' دراصل تاریخ اسلام کے اہم ترین حالات کا منظوم جائزہ اُمت کو جگانے حقیقت کو سمجھے اور قرآن اور سنت پر دوبارہ عمل پیرا ہونے کے لیے ایک اہم ترین علمی کاوش اور عظیم کارنامہ ہے جو اُمت کے نوجوانوں اور امت کے زعماؤں کو جگانے کے لیے مشعل راہ ہے، محترم کے اخلاق حسنہ اور صوفی نقش اوصاف اور خلوص اور محبت اور جذبہ اسلامی کی صحیح آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کتاب مقبول اور مشہور ہو اور ایک اہم تبلیغی، ادبی اور اصلاحی کارنامہ بن جائے۔ بیشک یہ اُمت میں جذبہ اسلام، اعلیٰ صفات اور اعلیٰ کردار بنانے کے سلسلہ میں اہم علمی اور ادبی کوشش ہے جسکو جتنا سراہا جائے کم ہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

خاکسار
مرتضیٰ صدیقی

۲۸ جولائی ۹۸ء

تاثرات محترم جناب سید شاہ مصباح الدین شکیل صاحب

ساکن پاکستان، حال مقیم حیدرآباد

علامہ اقبالؒ نے شاعر کو بجا طور پر "دیدۂ بینائے قوم" کہا ہے۔ اس پس منظر میں جناب ثاقب صابری صاحب کا مسدس "ہمارا ماضی اور حال" حقیقت کے آئینے میں پڑھا جائے تو مولانا الطاف حسین حالی اور علامہ اقبالؒ کے دل دردمند کی تڑپ محسوس ہوتی ہے۔

مبارک ہیں وہ شاعر جن کا فکر اور فن لب و رخسار کی دلفریبیوں کے گرد ہی نہیں گھومتا بلکہ جسد ملت کے کرب کو بھی محسوس کرتا ہے۔ دکن کی گود میں بیٹھا حساس شاعر بوسینا، چیچنیا اور فلسطین میں مسلمانوں پر ناحق "ظلم و ستم" پر خون کے آنسو بہاتا ہے۔

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ"۔ اس واضح حکم کے باوجود مسلم ریاستیں اپنے ذاتی مفادات کی خاطر امت مسلمہ کے عظیم مفاد کا سودا کر رہی ہیں

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

حالانکہ مسلمانوں کی بربادی میں دونوں کمربستہ ہیں بقول ثاقب صابری ؎

یہودی اور عیسائی عداوت میں شراکت ہے

شاعر کا درد انفرادی کرب نہیں رہنا چاہیئے۔ اس نظم کی اشاعت اس خصوصی مقصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔ جناب ثاقب صابری ہم [illegible] کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

سید شاہ مصباح الدین شکیل

تاثرات محترم جناب محمد ظہیر الدین صاحب

(معتمد اقبال اکاڈمی حیدر آباد)

ملت کا درد و غم، محبت اور حمیت کی علامت ہے، شاعر حساس ہوتا ہے اور اپنے احساسات کو شعر کے قالب میں ڈھالنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یوں وہ قاری کو اپنے درد وسوز میں شریک بھی کرلیتا ہے اس اعتبار سے جناب ثاقب صابری کا یہ منظوم جائزہ قابلِ قدر ہے اس جائزہ میں ہمارے داستانِ ماضی کی جھلک بھی ہے، عصرِ حاضر کا کرب بھی ہے اور فردا کے لئے راہِ عمل بھی ہے

ملت کی بلندی اور پستی، عروج و زوال کی داستان کا منظوم اظہار، حالیؔ سے لے کر اقبالؔ تک ہماری اردو شاعری کا اہم سرمایہ ہے۔ حالی نے ماضی کی عظمت کا نقشہ کھینچا اور اس آئینہ میں حال کی بدحالی کا منظر دکھا کر تڑپایا بھی۔ لیکن شاید اس وقت کے حالات کا تقاضا اور تعاقی دباؤ تھا کہ بہتر مستقبل انہیں "پیروی مغرب" میں نظر آیا۔ اقبال کا افق اور تناظر وسیع تھا۔ اُن کے شکوہ میں فریاد کی لے کے ساتھ جھنجھوڑنے والی کیفیت تھی۔ جواب شکوہ میں خدائی آواز کی زبانی بشارت کا پیغام بھی تھا کہ "دیکھ کر رنگِ چمن ہو نہ پریشاں مالی" انہوں نے پستی کو بلندی میں بدلنے کے راز کو کھولا اور وہ راز ہے قوتِ عشق کے ساتھ "محمدؐ سے وفا"۔ اقبال کی اس بات کو ہم نے داد و تحسین سے ضرور نوازا۔ عقیدت اور احترام برحق، لیکن اس راز کے تاریخی تقاضوں پر ہماری نظر کم ہی گئی۔

کہنے کا مقصود یہ ہے کہ جناب ثاقب صابری نے حالی سے اقبال تک اس روایت کو اپنے انداز میں اپنایا ہے۔ اس جائزہ میں آپ کو جہاں ماضی کے نقوش دکھائی دیں گے، وہیں دورِ حاضر کے فتنوں کی کسک بھی محسوس ہوگی۔ مغرب کی سیادت اور قوت، مکر و فریب، جبر و استحصال کے

لگائے ہوئے زخموں جیسے فلسطین، بوسینا، چیچنیا وغیرہ کا درد بھی ملے گا۔ اور اس کے ساتھ خود اپنی ہی بے عملی، انتشار، بے جا رسوم اور رواج کی غلامی کی کیفیات کا اظہار بھی یہ محاسبہ نہ صرف فرد کے لئے بلکہ جماعت کے لیے ضروری ہے۔

بقول عدم عارفانِ زوال ہی اکثر
صاحبانِ کمال ہوتے ہیں

اس کمال کی منزل تک دوبارہ رسائی کے لیے جناب ثاقب نے اپنے اسلاف کے تابناک کارناموں کو بھی پیش کیا ہے۔ وہیں انہوں نے لیس للانسان، اخرجت للناس، والذین جاہدوا، کے قرآنی تلمیحات کے ذریعہ بھولا ہوا سبق بھی یاد دلایا ہے۔ ہمارے ماضی، حال اور مستقبل کے لئے راہِ عمل کا یہ جائزہ، مسلمانوں کے لیے عموماً اور نوجوانوں کے لیے خصوصاً بڑا کارآمد اور مفید ہے۔ بیان کی سادگی، زبان کی سلاست اس منظوم جائزہ کی خوبی ہے۔ موصوف کی یہ کوشش ان کی تڑپ کی آئینہ دار ہے۔

محمد ظہیر الدین
اقبال اکیڈمی حیدرآباد
۱۵ر جولائی ۱۹۹۹ء

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ثاقب صابری کو ان کی اس جانفشانی کا اجر و ثواب عطا فرمائے۔

خیر اندیش

سلیمان سکندر
(کل ہند مجلس تعمیر ملت حیدرآباد)

۱۵-۶-۱۹۹۸ء

⊙

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ثاقب صابری کو ان کی اس جانفشا

و ثواب عطا فرمائے۔

خیر اندیش

سلیمان سکندر
(کل ہند مجلس تعمیر ملت حیدرآباد)

۱۵-۶-۱۹۹۸ء

حضرت العلامہ سید شاہ اعظم علی صاحب صوفی قادری یم کام

(۵)

جناب امان علی صاحب ثاقب صابری کا منظوم جائزہ "ہمارا ماضی اور حال حقیقت کے آئینے میں" حقیقت حال کی بہترین ترجمانی ہے ۔ موصوف نے بہت ہی سلیس دل نشین انداز میں مسلمانوں کے ماضی کی عظمتوں کو اجاگر اور اس حقیقت کے آئینہ میں حال کا جائزہ لیا ہے اور قوم و ملّت کے مستقبل کے لیے اشارے دیئے ہیں ۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جو قومیں ماضی سے رشتہ توڑ لیتی ہیں اور ماضی کے واقعات سے رہنمائی حاصل نہیں کرتیں ان کا مستقبل بھی تاریک ہوجاتا ہے ۔

قوم کی تعمیر میں حال کو سدھارتے اور ایک درخشاں مستقبل کی بنیاد رکھنے کیلئے ماضی کے واقعات سے رہنمائی حاصل کرنا اور ان کو مشعلِ راہ بنانا ضروری ہے ۔

ان ماضی کے واقعات میں حال کی عظمتوں کی نشاندہی ہوتی ہے اور ان غلطیوں کو دور کرتے ہوئے ہم درخشاں مستقبل اور اسکی منزلوں کا تعین کر سکتے ہیں ۔

جناب ثاقب صابری صاحب نے بڑے ہی پُراثر درد انگیز انداز میں حالات و واقعات کا جائزہ لیا ہے اور اسکی روشنی میں مستقبل کے تعین کی طرف اشارے دئے ہیں ۔

میں اُمید رکھتا ہوں کہ حقیقت حال کا یہ جائزہ مسلمانوں کیلئے اور خصوصی طور پر نوجوانوں کیلئے بہت مفید ثابت ہوگا اور نوجوان اس سے نیا حوصلہ اور عزم لیکر اپنے درخشاں مستقبل کی تعمیر کریں گے ۔

دعا ہے کہ ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

دُعاگو

فقیر الی اللہ سید شاہ اعظم علی صوفی قادری سجادہ نشین

موجودہ صورت حال اور اپنا جائزہ

وہ دیکھو مشرقِ وسطیٰ میں اب جیسی بھی حالت ہے
یہہ امریکی تکبر اور سیاست کی بدولت ہے

غرور و زعمِ باطل نے اسے خود سر بنایا ہے
عرب کی سرزمیں پر اسکی دلچسپی شرارت ہے

فسادی اور باغی کو کوئی اچھا نہیں کہتا
عداوت کے پس پردہ یہہ سب جھوٹی حمایت ہے

اِدھر وہ بوسنیا میں اُدھر ارضِ فلسطیں پر
مسلمانوں کے دشمن کی مسلسل جارحیت ہے

بہت افسوس اپنوں پر اُسے اپنا سمجھتے ہیں
جو حامی ہے یہودی کا مسلماں سے عداوت ہے

صلیبی جنگ کی تاریخ کو کیوں بھول جاتے ہو
تبہ کرنا مسلماں کو یہ اُن کی عین فطرت ہے

کھڑے ہیں آج وہ اقدار انسانی کی لاشوں پر
یہ امریکہ کی سرزوری تکبر اور شرارت ہے

مظالم کا چلا ہے سلسلہ اہل فلسطیں پر
یہودی ظلم کا حاصل جراحت ہی جراحت ہے

وہ دیکھو بوسینا کی زمیں ہے خون سے لالہ زار
مسلمانوں کے حق میں یہ قیامت ہی قیامت ہے

صومالیہ میں اپنے بھائی بھوکے اور پیاسے ہیں
کئی تو روز مرتے ہیں ہمیں تو ندامت ہے

ذرا دیکھو تو لیبیا بھی ہے ان کے نشانے پر
مگر اس مردِ مومن کی رگوں میں بھی حرارت ہے

سلام شوق ہم کرتے ہیں قذافی مجاہد کو
مقابل دشمنوں کے بھی جواں وہ ان کی ہمت ہے

نہ ہارا ہے نہ ہارے گا بڑے شیطاں کے آگے
خدا نے اُن کے ہاتھوں رکھدیا اُن کی ہزیمت ہے

یہودی اور عیسائی ازل سے اپنے دشمن ہیں
مقابل ان کے غلبہ کیلئے بس اپنی اخوت ہے

مسلمانوں کی بربادی میں ہیں دونوں کمربستہ
یہودی اور عیسائی عداوت میں شراکت ہے

نظام مملکت اپنا نہیں اسلام پر مبنی
کہیں جمہوریت ہے بے اصولی بادشاہت ہے

"گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کار شو"
فلاح قوم کا ضامن فقط نظام خلافت ہے

مسلماں بڑھ کے خود کیوں بھائیوں کو قتل کرتے ہیں
مسلماں کے مقابل صف، جہالت ہے ضلالت ہے

وہ افغانی تصادم کے بیاں سے نُطق عاجز ہے
اُمڈ آتے ہیں اب آنسو، سزاوارِ مذمّت ہے

ابوموسیٰ جزیرہ کا تنازعہ بھی ہے بدبختی
تصادم شیعہ سُنّی کا سزاوارِ مذمت ہے

سعودی اور قطر دونوں میں جھگڑا حیف ہے آفت ہے
رہیں باہم یونہی دست و گریباں تو حماقت ہے

مظالم بندگانِ رب پہ خالق سے بغاوت ہے
غریبوں اور مظلوموں سے ہمدردی شرافت ہے

کوئی ظالم نہ پنپا ہے نہ پنپے گا قیامت تک
اگر تاخیر ہوتی ہے تو یہ بھی زیرِ حکمت ہے

نظر دشمن کی پھر بغداد پر رہ رہ کے اٹھتی ہے
جہاں غوث الوریٰ آقا شہنشاہِ ولایت ہے

اب آیا وقت استعماری طاقت کو کچلنے کا
مسلمانوں کو اب اقدام کرنے کی ضرورت ہے

زمانے کا عظیم المرتبت قائد ہے اک صدام
مسلّم ان کی دشمن کی نظر میں بھی سیادت ہے

حسینی خون ہے اُن کی رگوں میں جوش زن بیشک
وراثت میں علی سے مل گیا وصفِ شجاعت ہے

وہ مٹھی بھر جو بزدل ہیں وہی اُن کے مخالف ہیں
کروڑوں مومنوں کی ان کو تائید و رفاقت ہے

زمانے کے سبھی اقطاب اور اغیاث بھی ہیں ساتھ
مرے غوث الوریٰ شاہِ ولایت کی حمایت ہے

خدائے پاک کی قرآں میں دیکھو بشارت ہے
رہیں ثابت قدم تو حق کی نصرت ہے اعانت ہے

نہ ڈر جائیں نہ گھبرائیں مقابل میں ہو صف بستہ
اگر مر جائیں ہم اس راہ میں تو وہ شہادت ہے

اکیلے تھے ادھر موسٰیؑ، عصا تھا اور ید بیضا
اُدھر لاکھوں کا لشکر ہو گیا مغلوب، عبرت ہے

جہادِ فی سبیل اللہ ہے اب ہر مرض کا درماں
جو پہونچاتی ہے جنت تک وہی راہِ شہادت ہے

ہم اپنے ہاتھ میں اللہ کی رسی کو تھامیں اب
حفاظت کا قلعہ کہیئے جسے اپنی جماعت ہے

مُقابل دشمنوں کے ہم بنیں سیسے کی اک دیوار
اسی صورت میں قائم ہر قدم پر اپنی طاقت ہے

خدا نے مشرکوں سے دُور رہنے کی ہدایت کی
خلاف اسکے اگر کوئی کرے تو یہہ ضلالت ہے

خُدائے پاک کا یہہ حکم ہے قُرآں کی آیت میں
تنازعہ ہو اگر باہم تو قُرآں اور سُنّت ہے

ہمارے غیر تو ہیں غیر پر اپنے ہیں کب اپنے
وہ غیروں سے بھی بدتر ہیں انہیں اپنوں سے نفرت ہے

انہیں توحید کا غرّہ ہے پر وہ زر کے بندے ہیں
محبّت مشرکوں سے اور اپنوں سے عداوت ہے

امارت اور خلافت کے بھی دعویدار ہیں لیکن
نبیؐ کی ان کے دل میں کوئی عظمت ہے نہ اُلفت ہے

سمجھتے ہیں وہ اپنا حق سراسر یہہ خیانت ہے
تعیش کیلئے اسراف کی جو اُن کو عادت ہے

مرے سرکار نے شیطان کا جس کو کہا ہے قرن
بتاؤ تو وہ کیسے جادۂ رشد و ہدایت ہے

علیکم سنتی و سنت الاصحاب ہے ارشاد
فقط اسلام کا معیارِ حق' دورِ خلافت ہے

خلافت راشدہ کے چار یہ پر نور پہلو ہیں
صداقت ہے عدالت ہے سخاوت ہے شجاعت ہے

ہیں مشرک متحد ہر حال میں ہر کام میں ہر جا
یہ کیسی جائے عبرت ہے ہمارے میں رقابت ہے

وطن میں اب ہمارے سامنے یہ بات واضح ہے
کھڑی ہر موڑ پر دامن پسارے اب شہادت ہے

بناتا ہے کھلونا اپنے مذہب کو ہر اک لیڈر
ہمارے ملک کے اندر بہت رسوا سیاست ہے

زمینِ کشمیر کی، پنجاب کی، شورش کا مرکز ہے
وہاں دہشت ہی دہشت ہے محبت ہے نہ الفت ہے

کہیں طوفان نکسلائٹس سے اُٹھتے ہیں کچھ آفات
عوامی صف ہے اک جانب مقابل میں حکومت ہے

یہاں کب تک چلیں گی گولیاں بم کے دھماکے بھی
یہاں لوگوں کے حق میں کوئی تسکیں ہے نہ راحت ہے

اسے اب روندنے کی سوچتے ہیں فرقہ پرور کچھ
اگرچہ سرخرو اب تک بھی یہ اپنی عدالت ہے

یہ سب انجام ہے قدرت سے روگرداں ہونے کا
وگرنہ رب کی بندوں پر عنایت ہی عنایت ہے

حکومت ہو، سیاست ہو، معیشت ہو کہ صنعت ہو
ہر اک میدان میں غالب فقط حق کی مشیت ہے

ازل سے تا ابد ہے آزمائش اہلِ ایماں کی
مٹانا کب ہے آساں یہ حبیبِ حق کی اُمّت ہے

مصائب ٹوٹ پڑتے ہیں، مظالم تھک بھی جاتے ہیں
مگر ہم ہیں کہ باقی ہیں زمانہ محوِ حیرت ہے

سبھی مٹ جائینگے مسجد کا سودا ہو نہیں سکتا
زمیں جو بنگئی مسجد، وہ مسجد تا قیامت ہے

زمانہ میں پنپنے کیلئے خود کو بدلنا ہے
عمل ایسے ہوں سب کہنے لگیں یہ خیرِ اُمّت ہے

غلامیٔ محمدؐ کے تقاضے ہم کریں پورے
اسی میں سربلندی ہے اسی میں اپنی عظمت ہے

نبیؐ کی اور ولیوں کی کریں تعظیم ہم دل سے
تقاضائے رسالت ہے تقاضائے ولایت ہے

نگاہِ رحمت اللعالمیں ہے نازشِ اجمیر
یہی تو ہند میں اک مرکزِ رشد و ہدایت ہے

اُدھر بغداد ہے احیائے دین حق کا مینارا
ہمارے غوث اعظم رضی کا وہاں تختِ ولایت ہے

وہ دیکھو دہلی، وکلیر وہ لاہور اور گلبرگہ
یہاں جو جگمگاتی ہے وہ تنویرِ رسالت ہے

یہاں مقبول بندوں کے خطوطِ بندگی دیکھو
شریعت ہے، طریقت، معرفت ہے اور حقیقت ہے

چھپائیں وہ حقیقت، پر یہ عالم آشکارا ہے
کروڑوں میں جو پھیلا دین، ولیوں کی کرامت ہے

مسلمانوں کے حق میں یہ ہیں ساماں سربلندی کے
عقیدت ہے محبّت ہے عبادت ہے ریاضت ہے

ہمیں تعلیم قرآں کی، عمل کی، تربیت کی بھی
بہر صورت بہر حالت، ضرورت ہے ضرورت ہے

علوم عصر کی تعلیم میں رہنا بھی لازم ہے
مگر تحصیلِ علم دین کی بیحد ضرورت ہے

قرآں نے بھی کہا، حکمت ہی میں خیر اً کثیرا ہے
سمجھ لو راز اس کا آیت یُوتِی الحکمتَ ہے

مسلماں! یہہ ہمارے واسطے منشائے حضرت ہے
غریبی سے نہ گھبرا، حفظِ ایماں کی ضرورت ہے

ہمیں سچّے مُسلماں بن کے دنیا کو دکھانا ہے
یہی اک راستہ ہے، جس پہ چلنے ہی میں عزّت ہے

ہوئے ہم عظمتِ ماضی سے روگرداں صدمت ہیں
جو ہیں ممتاز قومیں آج، وجہہ اسکی صنعت ہے

لگے رہنا تجارت میں کہ اس میں خیر و برکت ہے
بہت بہتر ہے اپنوں میں اگر اپنی تجارت ہے

صفِ عالم میں پھر ممتاز ہوں یہہ عین ممکن ہے
مگر درکار اسکے واسطے اونچی عزیمت ہے

خدا کے فضل سے ہم میں سے کچھ اب اہل دولت ہیں
انہیں اِسراف سے پہلو بچانے کی ضرورت ہے

غریبوں کو بھی کچھ اوپر اٹھانے کی کریں تدبیر
ہر اک میدان میں باہم اعانت کی ضرورت ہے

بدل کر رہگئی ہیں شرفِ انسانی کی قدریں اب
شرافت کی نہیں وقعت، رزالت شکلِ دولت ہے

سیاست اور اقتدار کی بنیاد ہے یاں زر
وبائی مرض ہندوستانیوں کا عام رشوت ہے

یہاں پہ لوگ اسے بہتا ہوا دریا سمجھتے ہیں
اٹھانا فائدہ اور ہاتھ دھونا ان کی عادت ہے

خریدی اور بیچی جاتی ہے جمہوریت اس جا
یہاں ہر کام، ہر میدان میں پیسے کی طاقت ہے

خرافات اور فروعی الجھنوں میں اب ہیں سب اُلجھے
مگر افسوس بنیادی ضرورت ہی سے غفلت ہے

کہاں انکار کہ ہم نے بھی تعلیمی اداروں کو
بنایا آج ان کو ایک دکانِ تجارت ہے

یہ بیجا شان و شوکت شادیوں میں اور یہ اسراف
بتاؤ تو شریعت میں کہاں اسکی اجازت ہے

جہیز اور گھوڑے جوڑے کی وبا کو ختم کرنا ہے
کرے کیا اپنی بیٹی کا، وہ جو محروم دولت ہے

یہ ٹی وی اور ویڈیو ہیں تباہی کے بڑے ساماں
ہم ان میں کھو گئے ہیں یہ ہماری وجہِ ذلّت ہے

سینماؤں، شراب و سود و عیاشی سے بچنا ہے
خدا سے ڈرتے رہنا ہے کہ یہ حکم شریعت ہے

کوئی شئے گر پڑی ہو تو اُٹھانا اِسکو منع ہے
بظاہر فائدہ دیکھے مگر اس میں ہلاکت ہے

حبیبِ حق کی آمد کی مسرت پر وہ کیوں ناراض؟
ذرا سنجیدگی سے دیکھئے کیا اپنی حالت ہے

جہاں بھر میں جدھر بھی دیکھئے تو، پیشواؤں کی
ہر اک فرقہ کے اندر ان کی توقیر اور عظمت ہے

نبی کی الفت و عظمت میں ہم سب اک عقیدہ ہوں
خدا کی اس میں خوشنودی ہے، اس میں اپنی عزت ہے

حیاتُ الانبیا کے تئیں عقیدہ کے ہیں ہم قائل
شہیدوں کو تو قرآں نے کہا زندہ حقیقت ہے

بموجب شانِ مَنَّ اللہ کریں میلاد کی خوشیاں
مسلمانوں میں صدیوں سے یہی صالح روایت ہے

وہ مٹھی بھر ہی ہیں اس کام کا انکار کرتے ہیں
وہ اپنے آپکو برحق سمجھتے ہیں جہالت ہے

ہمیں ان ہستیوں سے آج دامن کو بچانا ہے
مگر بگڑی ہوئی اس دور میں جن کی عقیدت ہے

جو خود حق پر نہیں ہیں دوسروں کو کرتے ہیں تلقین
مگر پہلے مسلماں ان کو بننے کی ضرورت ہے

خدا کا حکم ہے جو اُدْخُلوا فِی السِّلمِ کافّہ کا
ہر اک ایمان والے کو عمل کرنے کی حاجت ہے

نبیؐ کی اطاعت و عظمت سے ہو آراستہ ہر دل
ہو ظاہر اور باطن یک، یہ ہے تبلیغ و اشاعت ہے

خلوص باہمی بھی چاہیئے، اوصافِ حق گوئی
نہ یہہ کہ سامنے تعریف ہو اور پیچھے غیبت ہے

سمجھ لیں کاش ہم اس نظم کو ملّت کا آئینہ
نظر آئیگی اس میں وہ جو صورت اپنی صورت ہے

کوئی مانے نہ مانے ہاں مگر اس میں صداقت ہے
یہہ تیری فکر بھی شاقبؔ بجا ملّت کی خدمت ہے

ہمارا ماضی اور حال

حقیقت کے آئینہ میں

جب نبیؐ اور اہلِ ایماں پہ مظالم بڑھ گئے
سارے انصار اور مہاجر جبیں سے جب تارہے
بیعتِ رضوان نے عزمِ مُصمّم دیدیئے
اور بڑھائے ہیں قدم تو مکّہ فتح کر لیے
مانگتی ہے زورِ ایماں ہم سے ناموسِ حیات

دیکھئے دورِ رسالت میں بھی دین کے واسطے
عقد کے نوشہ بھی فوراً رزم کے میداں چلے
بیویاں شوہر سے اور ماں باپ بچوں سے کہے
جائیے بہرِ جہاد تا ظلم کا قوت مٹے
مانگتی ہے زورِ ایماں ہم سے ناموسِ حیات

جب ضرورت آگئی صدیق نے کیا دیدیا
ایک کمبل کے سوا سارا اثاثہ دیدیا
اسوۂ اسلاف نے ایسا اُجالا دیدیا
آج کے حالات نے بھی یہہ اشارا دیدیا

مانگتی ہے اب یہی ایثار ناموس حیات

دور فاروقی رہا الحمد رب فخر جہاں
قیصر و کسریٰ کی عظمت کا مٹا نام و نشاں
عدلِ فاروقی سے روشن ہوگیا سارا زماں
مذہب اسلام غالب ہر طرف تھا بے گماں

مانگتی ہے اب یہی تاثیر ناموسِ حیات

بیت مقدس کی عمر رض کے ہاتھوں فتح کیسی تھی
آشکارا ہوگئی حقانیت اسلام کی
نیم عریاں مہ جبینوں پر نظر نا اُٹھ سکی
اُن کے دم سے ہوگئی روشن جبیں تاریخ کی

مانگتی ہے اب یہی اوصاف ناموسِ حیات

حسنِ ایماں سے ہوئی فاروقؓ کی روشن نظر
ساریہؓ کو دی مدینہ سے وہ اعدا کی خبر
حکم پر فاروقؓ کے دریا نے ڈالی ہے سپر
مردِ مومن کا ہے غالب حکم ہر اک چیز پر
مانگتی ہے حسنِ ایماں ہم سے ناموسِ حیات

دیکھئے تاریخ میں عثماںؓ کا دورِ پرضیا
گلشنِ اسلام ہر سو پھولتا پھلتا رہا
تھی مثالی شان ذوالنورینؓ کی شرم و حیا
ہے زباں زد آجتک عثماںؓ کا جود و سخا
مانگتی ہے ہم سے یہ اوصاف ناموسِ حیات

ایسی ہوتی تھی نماز حضرت مولا علیؓ
آنسوؤں سے تر ہوئی جاتی تھی ڈاڑھی آپ کی
انہماکی بندگی میں آپ کی ایسی رہی
زخم پا سے تیر جب کھینچا گیا جنبش نہ تھی
یہہ سعادت مانگتی ہے ہم سے ناموسِ حیات

ضرب جب اُنکی جبیں پر ابنِ ملجم کی لگی
فُزتُ بِرَبِّی کہا سرکارؓ نے اور جان دی
یوں شہادت مل گئی تو کامیابی مل گئی
راہِ حق میں یہہ رہا ہے اسوۂ حضرت علیؓ
مانگتی ہے ایسا اُسوہ ہم سے ناموسِ حیات

دیکھئے تاریخ میں اوصافِ خالدؓ بن ولید
جن کے دم سے لہلہاتا ہے گلستانِ اُمید
ساٹھ ہزار پر ساٹھ جانبازوں نے لی فتحِ مجید
سارے عالم میں نہیں ملتی مثال ایسی مزید
مانگتی ہے یہہ شجاعت ہم سے ناموسِ حیات

حضرتِ حارث کے ایماں میں ملے گی روشنی
صرف خوشنودئ رب تھا مدعائے زندگی
تھی شہادت کی تمنا اور دعا سرورؐ نے کی
بدر کے میدانِ غزوہ میں شہادت مل گئی
ایسا جذبہ مانگتی ہے ہم سے ناموسِ حیات

کارنامے دیکھئے تاریخ میں اسلاف (اصحاب) کے
ظلمتوں کے بحر میں گھوڑوں کو وہ دوڑا دئے
کس قدر مضبوط تھے ایمان اُن کے دیکھئے
زہر کے پیالے بھی اُن پر کچھ اثر نا کر سکے
مانگتی ہے زورِ ایماں ہم سے ناموسِ حیات

اندلس میں جب مسلماں پر مظالم بڑھ گئے
طارق جاں باز کے پُر عزم جوہر دیکھئے
حکم پر جن کے سفینے سارے خاکستر کئے
آ گئے غالب عدو پر دینِ حق کے واسطے
مانگتی ہے زورِ ایماں ہم سے ناموسِ حیات

جب بھی فرزندانِ دیں آفت مصیبت میں پھنسے
غوثِ اعظم رضؓ شاہِ دیں ان کی مدد کو آ گئے
ٹھوکروں سے بیسیوں برسوں کے مردے جی اُٹھے
ساری دنیا میں چراغِ معرفت روشن ہوئے
سائلِ فیضِ ولایت اب ہے ناموسِ حیات

جب معینِ دیں یہاں بہرِ اشاعت آگئے
صد ہزاراں راہ میں زیرِ کرامت آگئے
آپ انگاروں پہ چل کر بھی سلامت آگئے
سب مجوسی دیکھ کر زیرِ ہدایت آگئے
مانگتی ہے اب یہی اوصاف ناموسِ حیات

ہو نظر میں اب صلاح الدین ایوبی کی شان
کعبۂ عزم جواں ہے اُن کے قدموں کا نشان
حبِ دین و اہلِ دیں میں زندگی تھی بے گمان
ہر مورخ اُنکی عظمت کا بنا رطب اللسان
مانگتی ہے یہ شجاعت ہم سے ناموسِ حیات

بوسنیا کی زمیں اب خون سے ہے لالہ زار
آسماں کی آنکھ بھی یہ دیکھ کر ہے اشکبار
کوئی دنیا میں نہیں اُن غمزدوں کا غم گسار
عیش میں پلتے ہوئے مسلم کو کیوں آئے نہ عار
مانگتی ہے زورِ بازو ہم سے ناموسِ حیات

خون کے آنسو رلاتی ہے فلسطیں کی زمیں
ہم مسلمانوں سے بڑھ کر غیر ہیں اندوہگیں
ظلم اب انسانیت پر اس سے بڑھ کر کچھ نہیں
کیوں نہیں ہوتے ہیں اسکو دیکھ کر ہم خشمگیں
مانگتی ہے زور بازو ہم سے ناموسِ حیات

قبلۂ اول ہمارا حیف اب اپنا نہیں
ہم مسلماں اسکی محرومی سے کیا رسوا نہیں
کیوں مسلماں آج کا اسلاف کے جیسا نہیں
اس یہودی پر ہمارا زور کیوں چلتا نہیں
مانگتی ہے زور بازو ہم سے ناموس حیات

اقتدار و نفس کی خاطر ہے باہم دشمنی
وہ صومالیہ ہو یا افغانوں کی رسہ کشی
اور بھی مسلم ممالک کی ہے اب حالت یہی
اتحادِ ملت بیضا کی ہے ان میں کمی؟
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموسِ حیات

کٹ رہے ہیں مر رہے ہیں اب ہمارے نوجواں
اتحادِ فکر عنقا ہے ہمارے درمیاں
پھیلتا جاتا ہے اب بربادیوں کا وہ دھواں
ہیں کمربستہ مٹانے کو ہمارا ہر نشاں
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموسِ حیات

لیبیا والوں پہ ہے عیسائی دنیا کا عتاب
اُٹھ گئی ہے اُن کے چہروں سے عداوت کی نقاب
دے رہے ہیں دھمکیاں بربادیوں کی بے حساب
پھر بھی ہے ثابت قدم قذافی مردِ انقلاب
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموسِ حیات

ہو چکے لاکھوں فلسطین والے اب تک دربدر
آج بھی اُن کی حیات و آبرو ہے داؤ پر
ہر قدم پر ہے ہمارے واسطے خوف و خطر
دشمنان دیں کا ہے ظلم ہم پر سربسر
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموسِ حیات

پھر عراقی سر زمیں پر دشمنوں کی ہے نظر
پیستے ہیں دانت وہ اسلام کے جاں باز پر
حیف اب روئے زمیں بننے لگی شعلوں کا گھر
ہے مسلماں کیلئے اب ہر طرف خوف و خطر
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموس حیات

وہ جو ہیں فلپائن میں الحمد رب اپنا کہ دیں
تنگ ان پر کر دیا ہے ظالموں نے وہ زمیں
اُن کی عزت آبرو ہے تباہی کے قریں
عیش میں جو ہیں مسلماں کیوں نہیں وہ شرمگیں
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموس حیات

آج اسرائیل نے کر رکھا ہے مسلم کو غلام
چھن گئی ہے کچھ زمین مصر و لبنان اور شام
اک یہودی کا لیا ہے چار سو سے انتقام
حیف ہے ظلم یہودی ہو گیا ہے بے لگام
مانگتی ہے زورِ بازو ہم سے ناموسِ حیات

تاجکستاں کے مسلماں بھی مصیبت میں ہیں اب
چھوڑ کر گھر بار، افغانی حمایت میں ہیں اب
چارسو پندرہ فلسطینی بھی غربت میں ہیں اب
ہم بھی گویا آج آشوب قیامت میں ہیں اب
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموسِ حیات

ہے جو اسرائیل کا انسانیت سوز انتقام
ساری دنیا کے مسلماں کو ہے ذلّت کا مقام
اب بناتے کیوں نہیں تاریخ ماضی کو امام
غیرتِ مسلم کی تلوار کیوں نہیں اب بے نیام
مانگتی ہے زورِ بازو ہم سے ناموسِ حیات

بوسنیا میں ہزاروں بہنوں کی عصمت لُٹی
سورتِ ہندوستاں میں بھی یہی صورت بنی
غیرتِ قومی ہماری آج کیوں مردہ ہوئی
ہے مسلماں کیلئے یہ باعثِ شرمندگی
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموسِ حیات

ساری دنیا میں ہوا غارت مسلمانوں کا چین
یاد کیوں کرتے نہیں ہم معرکۂ بدر و حنین
لایئے پیشِ نظر، ظلمِ یزید، عزمِ حسینؓ
نام تو لیتے ہیں پر دیکھو حیاتِ یوسفینؒ

مانگتی ہے زورِ بازو ہم سے ناموسِ حیات

انجینیر بے بدل تھے وہ ابو مو[illegible]لی جناب
خوارزم میں تھے وہی اک نامور عزت مآب
بو علی سینا کی سائنس میں ہے عظمت بے حساب
ساری دنیا میں ہے شہرت ان کی مثلِ آفتاب

مانگتی ہے علم و حکمت ہم سے ناموسِ حیات

طبعیات و کیمیا و ہیئت دانی کا [illegible]ور
جعفر صادقؓ کی ہستی سے لیا روشن شعور
تھا مدینے کے مدرسے میں رواں فیض و وفور
حضرت جابرؓ پہ تھا ان سارے شعبوں کو غرور

مانگتی ہے علم و حکمت ہم سے ناموس حیات

عبدالرحمٰن دہلوی ودّیا ساگر بنے
سنسکرت میں وقت کے اپنے بڑے عالم رہے
حضرت عبدالحکیم تحقیقِ طبّی میں پہلے
چادرِ ذات میں ہیں ایسے ستارے بھی جڑے

مانگتی ہے یہ فضیلت ہم سے ناموسِ حیات

لیک قومیں غیر برتر عسکریت میں ہیں اب
ہر سطح پر بھی وہ غالب فوجی صنعت میں ہیں اب
سرخرو وہ ہر طرح سائنس و حکمت میں ہیں اب
سب پہ غالب ہم رہے پر آج ذلت میں ہیں اب

مانگتی ہے حسنِ ماضی ہم سے ناموسِ حیات

آج دولت کی فراوانی مسلمانوں میں ہے
پھر بھی ذلّت اور رسوائی مسلمانوں میں ہے
اب کہاں وہ جذبۂ ایمانی مسلمانوں میں ہے
غیر کے آگے پشیمانی مسلمانوں میں ہے

مانگتی ہے حسنِ ماضی ہم سے ناموسِ حیات

وہ جو مٹھی بھر یہودی ہیں مگر ہیں ذی حشم
اُن کی گردن کیوں نہیں ہوتی کسی کے آگے خم
اتحاد ان میں ہے قایم اور وہ ہیں سب بہم
ہیں کروڑوں میں مسلماں پر نہیں ان کا بھرم
مانگتی ہے اتحاد اب ہم سے ناموسِ حیات

اُخرِجَتْ لِلنَّاس کے منشاء کو کب پورا کیا
اسدُ اللہ کی نصرت سے بھی محرُوم ہوا
آج جب ایمان بھی کمزور اپنا ہو گیا
قہرِ ربانی کا شعلہ ہر جگہ ہم پر گرا
چاہتی ہے حسنِ ایماں ہم سے ناموسِ حیات

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا کی آیتوں کو سمجھئے
جَاہِدِالْکُفَّار کے احکام کو بھی دیکھئے
لَیْسَ لِلْاِنْسَان کے مفہوم کو بھی جانئے
خون دل کو الفتِ سرکار سے گرمایئے
مانگتی ہے زورِ ایماں ہم سے ناموسِ حیات

آگ کو نمرود کی رب نے گلستاں کر دیا
تھا خلیل اللہؑ کا مالک سے ایسا رابطہ
حکم رب سے راستہ موسیٰؑ کو دریا میں ملا
بے اثر سب سحر موسیٰؑ کے عصا نے کر دیا

مانگتی ہے رابطہ یوں اب ہم سے ناموسِ حیات

آج اسلامی ممالک میں ہے رائج جو نظام
درحقیقت وہ نہیں اسلام کا قائم مقام
ہو خلافت راشدہ کا اب وہ جمہوری نظام
کامرانی کا یہی اب راستہ ہے لاکلام

مانگتی ہے اب یہی معیار ناموسِ حیات

چیچنیا کے مسلمانوں کی غیرت دیکھئے
اپنے ایماں کے لئے جوشِ شہادت دیکھئے
ان کا وہ عزم جواں اور اُنکی ہمت دیکھئے
اُن کے آگے سرنگوں دشمن کی قوت دیکھئے

مانگتی ہے یہ حرارت ہم سے ناموسِ حیات

○

شاعر تصنیف ہذا کی مطبوعہ کتاب "وقت کا تقاضا" سے

چند منتخب بند درج کئے جاتے ہیں

اپنا شیوہ نہیں نالۂ درد و غم آزمائش میں ہوں اپنے ثابت قدم
ٹوٹنے پائے ہرگز نہ اپنا بھرم مانگئے اپنے مولا سے لطف و کرم
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

کوئی مرتا نہیں حکم خالق بنا تھا یہہ ایقانِ حضرت علیؓ مرتضیٰ
آپ تنہا ادھر دشمنوں کا پرا سب پہ غالب رہے بن کے شیرِ خدا
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

ماسوا سے مسلمان ڈرتا نہیں وقت آجائے تو پھر وہ ٹلتا نہیں
بزدلی میں جکڑ کر وہ بچتا نہیں پھر شہادت سے کیوں وہ سنورتا نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

حق تعالیٰ کی رحمت شہادت میں ہے زندگی کی مسرت شہادت میں ہے
مرد مومن کی عظمت شہادت میں ہے عاصیوں کی برائت شہادت میں ہے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

عزم راسخ سہارا ہے آفات میں ہر اجالا ہے اپنی روایات میں
کام لینا ہے ہمت میں خطرات میں گھوڑے دوڑادے بحر ظلمات میں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

بے قصوروں پہ حملہ یہہ اچھا نہیں یہہ خدا کو کسی کو گوارا نہیں
ہاتھ کمزور پر تو اٹھانا نہیں ظالموں پر مگر رحم کھانا نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

غیر مسلم سے ہم کو نہیں دشمنی چاہتے ہیں کہ پُر امن ہو زندگی
اپنا مذہب سکھاتا ہے ہم کو یہی بھائی اک دوسرے کے ہیں سب آدمی

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

عصر حاضر کی تاریخ پر ہو نظر اب زمیں عقیدت ہے زیر و زبر
مختلف ہیں عقائد میں باپ اور پسر یہ بھی اک فتنۂ نجد کا ہے اثر

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

دین و ایمان سے ہے کسقدر فاصلہ اپنے ایمان کا لیں ذرا جائزہ
الفتِ مصطفےٰ سے ہوں آراستہ قلب ہو ان کے انوار کا آئینہ

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

سب کو چھوڑیں گر ہم نہ چھوڑیں نماز کامیابی کا اس میں نمایاں ہے راز
اس سے ملتا ہے ہر ایک جا امتیاز دور ہوتا ہے سب اس سے درد و گداز

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

حکم رب العلا برملا ہے نماز　　دین کا اک ستون بے شبہ ہے نماز
بالیقیں رحمتوں کی ردا ہے نماز　　عبد و معبود کا رابطہ ہے نماز

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

اپنے سارے خرافات کو چھوڑ دو　　اپنی بے جا روایات کو چھوڑ دو
شادیوں میں مباہات کو چھوڑ دو　　غیر شرعی رسومات کو چھوڑ دو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

گھوڑے جوڑے کی آفت بنی ہے وبال　　ہو گئی ہے ہزاروں کی شادی محال
اب تو معیار ہے صرف مال و جمال　　دینداری شرافت کا کب ہے خیال

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

اک طرف ہیں وہ فلموں کی عریانیاں صنفِ نازک میں آئی ہیں بے باکیاں
اب کہاں ہیں ہدایت کی تابانیاں سرد ہیں اہل ایماں میں جولانیاں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اخوت و غم گساری کو اپنایئے ہیں جو پسماندہ اُن کے کام آیئے
غیر مسلم کو اسلام سمجھایئے خود بھی اس پر عمل کر کے دکھلایئے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اپنی صورت و سیرت مسلماں کرو وصف اسلام و ایماں نمایاں کرو
آرزوئے شہادت کو ساماں کرو زندگانی کو رشکِ بہاراں کرو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اختلافات باہم کو اب چھوڑ دو اب تو کندھے سے کندھا ملا کر چلو
دشمنوں کے ارادوں کو پہچان لو ایک مضبوط دیوار بن کر رہو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

ابنِ موسیٰ کی وہ زندگی دیکھ لو — اور فرعون کی دشمنی دیکھ لو
حق کی نصرت ادھر ساتھ تھی دیکھ لو — فوج سب غرقِ دریا ہوئی دیکھ لو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

عہدِ سرکار جنگِ بدر دیکھ لو — دشمنوں کی تھی کثرت اُدھر دیکھ لو
یاں فقط تین سو تیرہ سر دیکھ لو — اُن ہزاروں پہ فتح و ظفر دیکھ لو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

حکمِ فاروق رضؓ کا چل گیا نیل پر — جھک گیا دستِ حیدرؓ پہ خیبر کا در
اندلس پر چلا طارق نامور — طاقتِ حق تھا آیا وہ سر بسر

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

حکم منبر سے فاروقؓ نے جب دیا　تین سو میل سے سن لئے ساریہؓ
دورِ فاروقؓ نے دیں کو غالب کیا　اور کسریٰ کی طاقت نے ماتم کیا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

اپنے شبیرؓ کا اسوہ جانفزا　ظلم اور جور سے تھا نبرد آزما
دیں کی ناموس پر گھر کا گھر کٹ گیا　سر نہ ان کا یزیدوں کے آگے جھکا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

فخر اسلام خالدؓ تھے ابن ولید　تھے جو سیفِ خدائے حمیدؐ مجید
کارناموں میں ہیں آپ فردِ فرید　ساٹھ سے ساٹھ ہزار کو شکستِ شدید

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہہ دوستو

حق کی نصرت لئے ساتھ ہے مرحبا　ہے شانِ غوث الوریٰؒ شان خواجہ پیاؒ
کون ہم کو مٹا دے سکے گا بھلا　ہے وطن کی زمیں پر صفِ اولیاؒ

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

ہند میں آئے جب خواجۂ خواجگاں
ساری طاقت مخالف تھی اور حکمراں
ساتھ خواجہ کے تھی طاقت کن فکاں
جھک گیا ان کے ہاتھوں پہ ہندوستاں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

خون اپنا نہیں جائے گا رائیگاں
پوچھ لو ان سے وہ جو ہیں تاریخ داں
ہم تو دیتے رہیں گے یونہی امتحاں
اب دکھائے گا انجام وہ آسماں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

وقت کے اس تقاضے کو پہچان لو
حق تعالیٰ کی مرضی پہ چلتے رہو
چاک ہونے نہ دو دامنِ صبر کو
مصطفیٰ جانِ رحمت کو آواز دو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

معرکہ حق و باطل کا پھر ہے بپا　　اس طرف جوشِ ایماں ادھر اسلحہ
ہے یہود و نصاریٰ کا وہ جمگھٹا　　اس طرف حق کی نصرت کا اک ولولہ

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

ہم ہیں ابنائے ملت برے یا بھلے　　اور طوفان کی گود میں ہیں پلے
آیئے اب تو ملت کے پرچم تلے　　سطحِ دریا پہ کشتی سلامت چلے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

غمزدوں دکھ بھروں کی حمایت کرو　　مال و دولت سے اُن کی اعانت کرو
خوش عقیدت کو شمعِ ہدایت کرو　　دینِ اسلام کی دل سے خدمت کرو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اب لرزتا ہے ثاقبؔ کے ہاتھوں قلم　　دیکھ کر چار جانب یہ ظلم و ستم
ہم جو کٹتے رہیں گے نہیں اس کا غم　　خوں سے روشن رہے اپنی شمعِ حرم

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

○

کب دور ہوگا یارب یہ اختلافِ ملّت

اختلافِ ملّت کا ایک جائزہ

مجروح آج اپنی ملّت کا ہر بھرم ہے ہر قلب مضطرب ہے ہر قلب محوِ غم ہے
کب دُور ہوگا یارب یہ اختلافِ ملّت

اپنا خدا بھی ہے ایک اپنا نبی بھی ہے ایک تعلیم مصطفٰے کی جلوہ گری بھی ہے ایک
کب دُور ہوگا یارب یہ اختلافِ ملّت

جب تک یہ متحّد تھے ہر طرح باوزن تھے اغیار کی نظر میں تصویرِ بانکپن تھے
کب دُور ہوگا یارب یہ اختلافِ ملّت

چھوٹے بڑے سبھی جب توقیرِ کارواں تھے ملّت کے دردِ دل کی فریاد اور فغاں تھے
کب دُور ہوگا یارب یہ اختلافِ ملّت

اس ربطِ باہمی میں جادوگری بھری تھی کشتِ امید ان کی ہر دم ہری بھری تھی
کب دُور ہوگا یارب یہ اختلافِ ملّت

جب متحد تھی ملت سنتی بھی تھی حکومت　　جب منتشر ہوئی تو ٹوٹی ہے اسکی طاقت

کب دُور ہوگا یارب یہہ اختلافِ ملّت

عزت وقار اپنے سب ہوگئے ہیں گھائل　　ملت کے آگے دیکھو کتنے ہی ہیں مسائل

کب دُور ہوگا یارب یہہ اختلافِ ملّت

احساسِ زندگی میں پیدا کریں حرارت　　پہلو بدل رہی ہے دوشیزۂ سیاست

کب دُور ہوگا یارب یہہ اختلافِ ملّت

چہرہ دکھا رہی ہے آنکھوں کو اب تباہی　　بادِ مخالفت یوں بننے لگی ہے آندھی

کب دُور ہوگا یارب یہہ اختلافِ ملّت

پڑھتے نہیں ہیں ہم کیوں حالات کا نوشتہ　　کیا حال اپنا بڑھ کر ہو جائے اور خستہ

کب دُور ہوگا یارب یہہ اختلافِ ملّت

بنیاد دشمنی ہے حرص و ہوس کا دھوکہ　　دے اپنے رہبروں کو یارب متاعِ تقویٰ

کب دُور ہوگا یارب یہہ اختلافِ ملّت

بھڑکا رہا ہے شیطاں اب آتشِ عداوت　　اب اپنے آشیاں کی مل کر کریں حفاظت

اب دُور کرے یارب یہہ اختلافِ ملّت

ہو جائے دور غفلت مٹ جائے ساری نفرت حالات دورِ حاضر دیتے ہیں درسِ عبرت

اے کاش دُور ہو وے یہ اختلافِ مِلّت

امت کو کر دے یا رب سیسہ پلائی دیوار اسکی طرف نہ دیکھیں اب دشمنی سے اغیار

اب دُور کر دے یا رب یہ اختلافِ مِلّت

سب اہلِ علم چپ ہیں سب پیشوا بھی چپ ہیں پیرانِ خانقاہ بھی اور رہنما بھی چپ ہیں

کب دُور ہوگا یا رب یہ اختلافِ مِلّت

قرآن کہہ رہا ہے مصلح ہو بھائیوں میں اس نیک کام میں ہم سب مل کے زور ڈالیں

اب دُور کر دے یا رب یہ اختلافِ مِلّت

پیارے نبی صلعم کا صدقہ، اصحاب رض و اولیاء کا حسنین رض و فاطمہ رض کا، اصحابِ کربلا رض کا

اب دُور کر دے یا رب یہ اختلافِ مِلّت

اتحادِ ملت ۔ وقت کا تقاضا

کیا ہو رہی ہے دیکھو ہندوستاں کی حالت مجروح ہو رہی ہے جمہور کی سیاست
اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

اس سرزمیں پہ ہر سو بیداد ہو رہا ہے جمہوریت کا گلشن برباد ہو رہا ہے
اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

جب اختلاف ابھرا نقصان میں پڑے ہیں بربادیوں کی زد پر پھر آج ہم کھڑے ہیں
اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

نقصان ہے سراسر یہہ باہمی عداوت اب اتحاد ہی میں مضمر ہے ساری عزت
اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

یہہ بیسویں صدی تو صورت عجب دکھائی اکیسویں صدی میں کرنی ہے اب رسائی
اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

ہندوستاں کی حالت دیتی ہے اب دُہائی تاریک سی فضا میں کرنی ہے رہنمائی

اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

سوچئے ٹھنڈے دل سے حالت یہ کیا ہوئی ہے ہم سے مخاطب ہیں تاریخ کہہ رہی ہے

اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

وہ دیکھو کارنامے اسلاف کے ہمارے ظلمات کا سمندر چیرا ہے ہمّتوں سے

اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

پھر یاد کیجئے گا اندلس کے وہ کنارے بڑھ جائینگے یقیناً پھر حوصلے ہمارے

اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

ماضی کا آئینہ اب دیتا ہے درسِ عبرت جہدِ شہید ٹیپوؒ ہے مشعلِ ہدایت

اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

اغیار چاہتے ہیں ٹوٹے ہماری طاقت ہم مختلف رہیں تو مٹ جائے گی یہ عزت

اب اتحادِ ملّت ہے وقت کا تقاضا

مضبوط تھام رکھیں ہم دامنِ شریعت عظمت کا ہے وسیلہ قرآن اور سُنّت

ہے اتحادِ ملّت اب وقت کا تقاضا

اب اتحادِ ملت ہر اک کی آرزو ہے　　اب اتحاد ہی میں توقیر و آبرو ہے
اب اتحادِ مِلّت ہے وقت کا تقاضا

علم و فنون میں تو موقف ہوا ہے گھائل　　اسراف میں مگر اب کوئی نہیں مقابل
ہے اتحادِ مِلّت اس وقت کا تقاضا

ملت کی ہے ضرورت، ہے وقت کا تقاضا　　قائد تو پر ملا ہو، ایوبی شان والا
ہے اتحادِ مِلّت اس وقت کا تقاضا

○

ہم اور طلبِ جہیز

ماں باپ جو بھی دیں وہی مسنون جہیز ہے — اپنی طرف سے مانگنا لعنت جہیز ہے

سامان زندگی سے ہے خالی وہ کون گھر — جائز کہاں سے غیر ضرورت جہیز ہے

اپنی کمائی سے کرو پوری ہر آرزو — مردوں کے حق میں پستی ہمت جہیز ہے

عورت کا حق اور شرافت جہیز ہے — سچ پوچھئے تو جوہرِ عصمت جہیز ہے

لڑکی کے بزرگوں کی عنایت جہیز تھی — پر آج مانگنے کی یہ عادت جہیز ہے

محدود در حدود قناعت جہیز ہے — اس سے سوا طلب ہی قباحت جہیز ہے

کیوں اسکو چھوڑتے نہیں با عزم نوجواں — حرص و ہوائے خواہشِ شہرت جہیز ہے

بیٹھی ہیں بن بیاہی کئی لڑکیاں وہ حیف — ہاں قاتلِ امنگ و مسرت جہیز ہے

کتنی ہی نوجوانیاں گھٹ گھٹ کے رہ گئیں — ملت کے حق میں موجب ذلت جہیز ہے

اوروں کے حال زار کا خود پر کرو قیاس — ناداریوں کے دل کی جراحت جہیز ہے

آسان کردو شادیاں ملت کے واسطے — چھوڑو جو یہ خلافِ روایت جہیز ہے

اسلاف کی حیات کا کردار دیکھئے . . . اُسکی روایتوں سے بغاوت جہیز ہے

دلہا اگر حریص ہے دلہن پہ بوجھ ہے . . . بنتا جو اُسکی روز ندامت جہیز ہے

ہیجان اک بپا ہے ہر اک سمت اس سے حیف . . . بربادیٔ فروغِ معیشت جہیز ہے

اسوہ وہ بزرگوں کا ہوا ہم سے ترک کیوں . . . اب بہرِ اکتسابِ دولت جہیز ہے

اس نوجواں کے جذبۂ ایثار کے نثار . . . جو جانتا ہے مانگنا نفرت جہیز ہے

اک پیامِ خلوص

کتنی ہی ان بیاہی ہیں لڑکیاں گھروں میں
گُھٹ گُھٹ کے مر رہی ہیں سو بار وہ دلوں میں
قسمت کو رو رہی ہیں مجبوریوں میں ڈوبی
سودا جہیز کا ہے جو نوجواں سروں میں

اے نوجوانِ امت جوڑا جہیز چھوڑ دو

حرص و ہوس ہی اپنی اس رسم کو ہوا دی
عقل و خرد نے لیکن ملت کو یوں ندا دی
ہے وقت کا تقاضہ ہے وقت کا منادی
آسان کر دو اپنے ابنائے دیں کی شادی

اے نوجوانِ ملت جوڑا جہیز چھوڑ دو

کن بزرگوں نے اسکو مقصودِ دل بنایا
حرص و ہوس سے عاری اخلاق کو سنوارا
پیشِ نظر تھا ان کے خوش خلقی اور اسوا
کیا مانگتے تھے وہ یوں گھوڑا جہیز جوڑا

اے نوجوانِ امت جوڑا جہیز چھوڑ دو

کر ان روایتوں سے اے نوجواں بغاوت
جوڑا جہیز ہے یہ ملت کے حق میں لعنت
بن جائے اپنا اسوہ سرکار کی وہ سنت
دیکھو ہی ہمارے رب کی بھی ہے مشیت

اے نوجوانِ امت جوڑا جہیز چھوڑ دو

مملکت عراق کی ترجمانی ۔ حیدرآبادی شاعر کی زبانی

ہمارے گلشن اسلام کی بہار عراق
ہماری عظمت قومی کا نگہدار عراق

وہ جسکو کہئے عروس البلاد ہے بغداد
وہ دین حق کی اشاعت کا شاہکار عراق

جہاں سے دین نے پائی حیات نو بہ حق
جہاں ہیں ولیوں کے سردار تاجدار عراق

جہاں کے سارے مسلماں کی آنکھ کا تارا
دیار کعبہ و بطحا کی رہگذار عراق

ہماری قومی امنگوں کا انحصار عراق
شعار دین کی ناموس کا حصار عراق

عدو کے عزم و ارادے ہوئے ہیں ناکام
ہے آج عظمت اسلام کا منار عراق

عدو کے مدِ مقابل ہے راہِ حق کا نقیب
شہیدِ راہ خدا کی ہے اب پکار عراق

حسینی وصف کو صدام حسین نے پایا
ہے ہمت اور شجاعت کا کوہسار عراق

ہر ایک مرحلۂ امتحاں میں ثابت ہے
ہمارے ہند کا سچا ہے دوست دار عراق

اٹھو خدا کیلئے حق کی سر فرازی کو
پکارتا ہے یہی ہم کو بار بار عراق

ہمارے بھائی عراقی ہیں جلوہ گر ہم میں
ہمارے واسطے خم خانۂ خمار عراق

وقار اپنے خلوص و وفا کا ہے ان سے
ہے آب و تاب وضیائے دلِ وقار عراق

خدا کا شکر کہ تا آج بھی ہے سرشار
ہمارے دل کی تمنا کا ہے قرار عراق

○

فلسفۂ شہادت

دل و جاں کا اپنے ہو ارماں شہادت
ہے اپنی تباہی کا درماں شہادت

مسلماں ہوا حیف محرومِ عظمت
ہے داروئے دردِ مسلماں شہادت

اسے حشر تک کی بقا کا ہے انعام
عطا کرتی ہے روحِ ایماں شہادت

اسی سے تو پائی ہے قوموں نے عزت
ہے اک جوہرِ نابِ انساں شہادت

بہارِ ارم جس پہ صد بار قرباں
دل و روح کا ہے گلستاں شہادت

الٹ کر کے تاریخ عالم کو دیکھو
مسلماں کی عزت کا ساماں شہادت

مٹا دیجئے اختلافات باہم
پہنے زیورِ عہد و پیماں شہادت

ہر اک ظلم کے آگے بن جائیں دیوار
یہی ہے خراجِ شہیداں شہادت

قیامت تلک روشنی بانٹتی ہے
ہے در کربلا شمعِ ایماں شہادت

لئے گود میں کنبۂ مرتضیٰؑ کو
قیامت میں پھرتی ہے لرزاں شہادت

علی رضاؑ کے دلاروں کو جب خوں میں دیکھا
ہوئی خود بھی رن میں پشیماں شہادت

یہی رہبر منزلِ اخروی ہے
حیاتِ ابد کا ہے عنواں شہادت

ازل سے ابد تک ہے اسکی نظر میں
ہے وہ زمزمۂ چشمِ ایماں شہادت

نہ دیکھی ہے یہ شان و شوکت کہیں بھی
حسینی چمن پر ہے قربان شہادت

یہی کفر کو کاٹ کر پھینکتی ہے
ہے اسلام کی تیغِ بُرّاں شہادت

خُدا تک رسائی کا ہے ایک زینہ
ہے حسنِ تمنائے پاکاں شہادت

گرا دیگی وہ قعر ذلت میں سب کو
جو دیکھے گی ان کو گریزاں شہادت

حیاتِ ابد کے برستے ہیں موتی
ہے رحمت کی اک ابر نیساں شہادت

شہیدوں کا انجام دیکھا جب اُس نے
ہے محشر میں ہر سمت نازاں شہادت

خُدا کا نظر اسکو آتا ہے جلوا
لگائے جسے ضربِ پیکاں شہادت

کھلاتی پلاتی ہے زندوں کی مانند
بناتی ہے جنت کا مہماں شہادت

خدا نے کہا ان کو مُردہ نہ سمجھو
چھپالے جسے زیرِ داماں شہادت

یقیناً وہی موت ہے سب سے بہتر
کریں یاد جسکو بعنواں شہادت

ہے حق کی حفاظت و حق کی اشاعت
صحابہؓ کا تھا شوق و ارماں شہادت

فضیلتِ قرأتِ قرآن

○

حسنِ ایماں ہے قرأتِ قرآن
نورِ انساں ہے قرأتِ قرآن

ایک دولت ہے ایک نعمت ہے
وصلِ رحماں ہے قرأتِ قرآن

جس میں کھلتے ہیں معرفت کے گل
وہ گلستاں ہے قرأتِ قرآن

سرفرازی اسی کا حصّہ ہے
جس کا ارماں ہے قرأتِ قرآن

سارے اسرار اس سے کھلتے ہیں
حق کا عرفان ہے قرأتِ قرآن

ذاتِ واحد کا ہے خیال سدا
وصفِ یاکاں ہے قرأتِ قرآن

اس سے ملتی ہے زندگی اسکو
قلب کی جاں ہے قرءتِ قرآن

اسکی لذت کو پوچھو قاری سے
فرحتِ جاں ہے قرءتِ قرآن

مرضِ عصیاں کبھی نہ آئے پاس
ایسا درماں ہے قرءتِ قرآن

قبر میں اس سے روشنی ہوگی
ایسا ساماں ہے قرءتِ قرآن

جنکو اسکے بنا نہیں ہے چین
اس پہ نازاں ہے قرءتِ قرآن

ہر مسلمان کو ہو یہ توفیق
فضلِ رحماں ہے قرءتِ قرآن

بزمِ قلب و نگاہ میں شاقبؔ
اک چراغاں ہے قرءتِ قرآن

○

فضیلتِ روزہ داری

(۰)

خدا کی عنایت ہے یہہ روزہ داری
محمدؐ کی رحمت ہے یہہ روزہ داری

خدا کی صفت کا یہہ روزہ ہے مظہر
مسلماں کی عظمت ہے یہہ روزہ داری

جزا اسکی ملتی ہے دستِ خدا سے
قبالۂ جنت ہے یہہ روزہ داری

ز ہے نونہالانِ امت کے حق میں
عجب اک سعادت ہے یہہ روزہ داری

یہہ حکم خدا ہے یہہ حکم نبیؐ ہے
مکمل عبادت ہے یہہ روزہ داری

مسلماں کے حق میں یہہ نعمت ہے بے شک
خدا کی مسرت ہے یہہ روزہ داری

غریبوں کی غم خواری بڑھتی ہے اس سے
مشیت کی حکمت ہے یہہ روزہ داری

کریں ناز جتنا بھی اس پر یہہ کم ہے
بڑی ایک دولت ہے یہہ روزہ داری

جہاں میں بھی عظمت کا ساماں ہے بے شک
شفیعِ قیامت ہے یہہ روزہ داری

دل و جاں کی سرشاری ہے اس میں ثاقب
سرورِ عبادت ہے یہہ روزہ داری

⊙

فضیلتِ شبِ قدر

انوارِ الٰہی کا اُجالا ہے شبِ قدر
کونین کے سرکار کا صدقہ ہے شبِ قدر

اک رات عبادت کی ہے اک عمر کو کافی
خوش بخت ہے جس نے بھی وہ پایا ہے شبِ قدر

اللہ رے قسمت کہ غلامانِ نبیؐ کو
اللہ سے انعام کا مژدہ ہے شبِ قدر

جنت سے فرشتے بھی اترتے ہیں زمیں پر
جنت کے مکانوں کا قبالا ہے شبِ قدر

اللہ کے ہر گھر کا نظارہ ہے حسیں تر
اک جشنِ مسرت ہے کہ برپا ہے شبِ قدر

کچھ محوِ عبادت ہیں تو کچھ معتکف اس میں
رحمان کی رحمت کا وسیلہ ہے شبِ قدر

ہر قلبِ مسلماں میں مسرت کی ضیا ہے
ایماں کی دنیا کا نظارا ہے شبِ قدر

اک ایک گھڑی اسکی ہے رحمت کی ضمانت
عصیاں کو مٹانے کا مداوا ہے شبِ قدر

اترائیں کہ اس رات میں ہے جوش پہ رحمت
عصیان کے دھونے کا یہہ دریا ہے شبِ قدر

سرکارِ دوعالم کی خوشی اسکے لیے ہے
جس نے بھی عبادت میں گذارا ہے شبِ قدر

رحمت کے خزانوں کی ہے تقسیم فجر تک
جبریئلِ امیں نے یہہ پکارا ہے شبِ قدر

سرکارؐ دوعالم کی عنایت کے تصدق
اللہ سے امت کو دلایا ہے شبِ قدر

بن جائے گا بے شک وہی قسمت کا سکندر
اللہ کو جس نے بھی منایا ہے شبِ قدر

اس شب کی فضیلت کا بیاں اس سے عیاں ہے
اللہ نے قرآن اتارا ہے شب قدر

کرتے ہیں ملک جب کسی مومن سے ملاقات
ایستادہ ہر اک رونگٹا ہوتا ہے شب قدر

یہ صرف تصدق ہے محمدؐ کے کرم کا
اللہ سے جو کچھ ہمیں ملتا ہے شب قدر

ہم ایسے گنہگار غلاموں کے لئے بھی
جنت میں پہونچنے کا یہ زینہ ہے شب قدر

جو حق کی رضا کیلئے کچھ خرچ کرے گا
خوشنودیٔ رحمان وہ پاتا ہے شب قدر

ثاقب یہ محمدؐ کی غلامی کا شرف ہے
تعریف میں جو کچھ بھی یہ لکھا ہے شب قدر

○

حق حق حق

خانقاہی نظام منظوم ترجمانی از ثاقب صابری

رہبرِ وحدت و بندگیٔ خدا خانقاہی نظام خانقاہی نظام
عظمتِ مصطفیٰ عظمتِ اولیا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

کوئی پوچھے اگر کیسا ہے اور کیا خانقاہی نظام خانقاہی نظام
جادۂ منزلِ معرفت کا پتہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

اس کا حاصل یہی ہے یہی برملا، دل کا تصفیہ، نفس کا تزکیہ
اپنے معبود سے عشق کا راستہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

مصطفیٰ کی عنایات کا سلسلہ ان کے اصحابِ صفہ کا درسِ حیات
ذاتِ حق میں فنا ساتھ حق کے بقا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

مرضیٔ ربِ کل مرضیٔ سرورِ خاتم الانبیا پر یقیں ہو سدا
علمِ حق وہ جو سینہ بہ سینہ ملا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

بوبکرؓ اور عمرؓ، اور عثمانؓ علیؓ، ابن عوفؓ اور بصری حسنؓ اور اویسؓ
سارے اصحاب کا اسوۂ دلربا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

غیب کو دیکھنا حضرت فاروق رضؓ کا اور سنوانا ساریہ رضؓ سالار کو
اور سمندر میں گھوڑوں کا وہ دوڑنا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

خود حسین رضؓ و حسن رضؓ اور جعفر صادق رضؓ اپنے اربعہ امامؒ بایزیدؒ و جنیدؒ
ان سے روشن ہوا سلسلہ سلسلہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

چار پیر اور خانوادے چودہ ہوئے دو صد و گیارہ سلاسل کی تاریخ ہے
رشد و ارشاد کا ہے عجب سلسلہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

اصفیا، اتقیا، اولیا کا جہاں بنتا ہے قافلہ، جسکو کہتے ہیں
راہ غوث الوری رضؓ راہِ خواجہ رضؓ پیا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

غوثِ اعظم رضؓ نے مردوں کو زندہ کیا، ڈوبی کشتی کی بارات کو ساحل دیا
فیض وہ جن کا رشکِ مسیحا رہا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

لاکھوں مردہ دلوں کو زندہ کیا، دینِ اسلام کا وہ جو محیُ ہوا
غوثِ اعظم رضؓ کے خطبات کا سلسلہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

خواجہ خواجگاں، حکم جن کا انا ساگر پر چل گیا، جے پال عاجز ہوئے
جن نے لاکھوں ہی بندوں کو مسلم کیا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

وہ ابوالقاسم گرگامی حضرت کوہ تیرت پہ تھے گیارہ سو سال تک
ان کی شانِ صحابی میں روشن رہا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

غوثیت، قطبیت، اور ابدالیت، اور سردار حنفیہ کا مرتبہ
جس نے اسلام کو سرفرازی دیا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

محی دیں ابن عربی، علی ہجویری، شیخ احمد، و عبدالعزیز عبدالحق
شاہ ولی اللہ سے خوب پھولا پھلا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

علم مولانا رومیؒ کی وہ بے بسی شمس تبریز کا علم و عرفان ہے
صوفی سرمدؒ و منصورؒ کا راستہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

قطب کاکیؒ و گنج شکرؒ وہ فریدؒ صابر پاکؒ و محبوب الہیؒ حضور
وہ منور علیؒ بو علیؒ کا دیا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

شاہ وارث علیؒ پیر جماعت علی شاہ اشرف جہانگیرؒ سمنانی سے
فیض لاکھوں کروڑوں کو جس نے دیا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

شاہ بندہ نوازؒ شہر گلبرگہ میں، بابا تاج الدینؒ شہر ناگپور میں
شاہ ملتانیؒ سے وہ دکن میں پھلا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

ہند میں قادری ہفت شہزادوں نے چپہ چپہ کو خود سے منور کیا
معشوق اللہ اور لاابالی کا تھا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

آبیاری ہوئی جن سے بندہ نواز انوار اللہ احمد رضا عبداللہ
کشتِ عرفان ہے ان سے ہرا اور بھرا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

عبدحق عبد قدوس بطن الولی شاہ محمد حسن عارف و ہاشمی
ان کی تعلیم و تفہیم کا راستہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

ساری دنیا میں جن سے اجالا ہوا ہاں وہی سلسلے مرکزِ فیض ہیں
جادہ نقشبند سہروردی پیا، خانقاہی نظام، خانقاہی نظام

قدرداں جسکے تھے شاہ اورنگ زیب حاکم مقتدر، عالم با عمل
جن کے مشہور، مراد شاہ اور بادیا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

دامن مصطفیٰ دامنِ اولیا صحبت اصفیا، صحبت اتقیا
اپنے خالق سے معبود سے رابطہ، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

رشکِ حضرت سلیمان و عیسیٰ بنے، جاں نثارِ نبی کیا سے کیا ہو گئے
کوئی مانے نہ مانے، ہے یہ پر عطا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

ترکِ شاہی کریں، اور فقیری کریں، ابنِ ادہمؒ کا وہ مرتبہ دیکھ لیں
مچھلیوں نے جو حکم ان کا لایا بجا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

دیکھ کر عظمتیں اہلِ عرفان کی، معترف ہو گئے سارے کرو بیاں
یوں فلک اور ملک نے کہا مرحبا، خانقاہی نظام، خانقاہی نظام

ایک بغداد ہے، ایک اجمیر ہے، ایک دہلی بھی ہے، لاہور و کلیر بھی ہے
ہر جگہ سے وہ ڈنکا بجاتا رہا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

بابا شرف الدینؒ ہیں اور ہیں یوسفینؒ و جہانگیر پیرانؒ و نائب رسولؒ
خواجہ محبوب اللہؒ اور عمرؒ سے سجا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

ایک قادری چمن، ایک چشتی چمن، ایک شرفی چمن، ایک صدیق گلشن
موسیٰ قادری سے بھی گلشن بنا، خانقاہی نظام، خانقاہی نظام

ہے شریعت طریقت کے بعد معرفت، اور پھر بعد اسکے حقیقت ملے
علم و عرفان و وجدان کا مرحلہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

احدیت، وحدت، و واحدیت کی شان، یہ ہو پیشِ نظر، ان میں گم ہوں کبھی
پیرِ کامل کے ارشاد کی اقتدا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

ہم سنواریں جو ظاہر تو یہ شرع ہے، اور باطن سنواریں طریقت ہے
اور حقیقت ہے دیکھیں جمالِ خدا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

ایک جھولا سماع، ساتھ حق کے سُنے تو ملے حق سے وہ ورنہ زندیق ہو
قول ہے یہ بعد وصال رابعہ بصریؒ کا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

ظاہری باطنی خلق کی تربیت، فکر و احساس کی وادیوں میں ضیا
اندرونِ دل و جان کا آئینہ خانقاہی نظام خانقاہی نظام

تو یہ صادق کریں، شغلِ نوری کریں، اور ذکرِ نفی اور اثبات کریں
نفسِ لوامہ اور ملہمہ کی عطا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

فَاسْئَلُوا اہلِ ذکر ہے جو ارشادِ ربّ، اسکی تعمیل میں ذکر والے بنیں
ایسے بندوں کے حق میں ہے ربّ کی رضا خانقاہی نظام خانقاہی نظام

اختیارِ نظامِ بقائے حیات، ذاتِ حق میں فنا کا شعورِ اتم
درسِ ترکِ خودی دیدِ حسنِ خدا، خانقاہی نظام، خانقاہی نظام

ظاہری باطنی رنگ یکساں رہے، قول اور فعل میں ہو نہ کوئی تضاد
عالمِ باعمل کو ملے مرتبہ، خانقاہی نظام، خانقاہی نظام

یہ نمود و ریا کے سراسر خلاف، بندگانِ خدا پر سراسر شفیق
مشعلِ معرفت اور چراغ ہدیٰ، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

دل کی آنکھوں سے دیکھیں اسے سامنے، یا یہ جانیں ہمیں دیکھتا ہے خدا
ہاں یہی وصفِ احسان ہے مدعا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

پہلی منزل ہے اسکی مقامِ فنا، بعد اسکے ہے ملتا مقامِ بقا
پھر وہ مالک سے ہوتا نہیں ہے جدا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

آج کے دور میں یہ جو موضوع لیا، رب کی توفیق ہے تیری تقدیر ہے
خوب ثاقب یہ تو نے لکھا مرحبا، خانقاہی نظام خانقاہی نظام

شہادت ہوئی مسجد بابری کی

محیط اب ہے احساس پر اک اندھیری　　　دلوں پر گرائی گئی غم کی بجلی
ہوئی عقل فرقہ پرستوں کی اندھی　　　زباں پر یہی بات ہے آج سب کی
شہادت ہوئی مسجد بابری کی

بنیں اشک نہرِ رواں بھی تو کم ہے　　　ہزاروں مظالم سے بڑھ کر یہ غم ہے
عجب روح فرسا وہ ان کا ستم ہے　　　زباں محوِ شکوہ تو دل میں الم ہے
شہادت ہوئی مسجد بابری کی

مچائی گئی جب یہ غارتگری ہے　　　تو فرقہ پرستوں کو لذت ملی ہے
نئی داستاں ایک یہ غم بھری ہے　　　ہزاروں مسلماں کی گردن کٹی ہے
شہادت ہوئی مسجد بابری کی

جو صدیوں سے تھا وہ کہاں اب بھرم ہے　　　وہ یاد آ رہی ہے تو یہ آنکھ نم ہے
کیا جائے جتنا بھی ماتم وہ کم ہے　　　تصور میں اپنے یہی دمبدم ہے
شہادت ہوئی مسجد بابری کی

سمجھتے ہیں وہ ہے یہی ایک صورت　　　مسلماں سے ہر حال میں ہو عداوت
تباہی کی کرتے رہیں وہ ریاضت　　　تو پھر ہاتھ میں ہو گا تختِ حکومت
شہادت ہوئی مسجد بابری کی

سبھی عقل والے یہہ کرتے ہیں تسلیم　　اسی ذہنیت سے ہوا ملک تقسیم
یہہ دیتی ہے بربادیوں ہی کی تعلیم　　عداوت کا سرچشمہ ہے انکی تنظیم
شہادت ہوئی مسجد بابری کی

یہہ آئی ہے تاریخ پھر چھ ڈسمبر　　یہہ رمضان ہے کوہ الم سر پہ لیکر
مگر ناز کرتے ہیں اب تک ستم گر　　مسلماں کے دل کا پتہ ہیں سراسر
شہادت ہوئی مسجد بابری کی

محب وطن سارے ہو جائیں اک جا　　سیکولر رہے دیس کا اپنے ڈھانچہ
فقط مٹھی بھر ہیں جو ہو جائیں تنہا　　کہ اُن کی ہوس کا وہ بجھ جائے شعلہ
یہی ہے ہمارے لئے اب ضروری

سمجھ ان کی ہر حال کھوٹی ہے ثاقب　　یہی ساری دنیا بھی کہتی ہے ثاقب
دلوں میں عجب کھلبلی سی ہے ثاقب　　ہر اک عقل کی آنکھ روتی ہے ثاقب
شہادت ہوئی مسجد بابری کی

○

آوازِ حق

مشرقِ وسطیٰ کی موجودہ صورتِ حال کا تجزیہ نظم میں

٭

السلام مردانِ عالی ذی کرم — جن کے آگے گردنِ دوراں ہے خم

جن کے عزمِ آہنی کے سامنے — جھکتے ہیں اہلِ عرب اہلِ عجم

کوہسارِ طاقتِ ملت ہیں یہ — صدام و قذافی مرد با ہمم

یہ ہے اک آئینہ خانہ زیست کا — سجدہ کرتے ہیں جہاں سیم و درم

لرزہ بر اندام مغرب ان سے ہے — یہ جو ہیں ایمان پر ثابت قدم

پشت پر بغداد کے سلطانؒ ہیں — ہے انہیں کے فیض سے ان کا بھرم

ان کی جرأت کی جو کوندیں بجلیاں — تلملا اٹھے ہیں پیرانِ حرم

تہلکہ اک ان میں برپا کر دیا — وہ جو خوابیدہ تھے اندر پیچ و خم

دعوۂ ایمان پر آتی ہے شرم — دشمنِ دیں کے بنے ہیں ہم قدم

ہنس کے سہتے ہیں یہودی مار کو — اور کر دیتے ہیں گردن اپنی خم

اپنے بھائی کے مقابل ہیں یہ طور — غیر کے قدموں سے لوٹا ہے بھرم

وہ یہود اور زورِ بازو دیکھئے — بے کسی ہے اسطرف شکلِ درم

ایسے ٹولے کو تو ٹوٹنا چاہیئے — کھوکھلے ہوں جن کی قوت اور دم

یا سبیت میں اب ہیں کچھ محوِ فغاں — جن کا تھا ارمان دینار و درم

حاشیہ برداروں سے ہم دور ہوں — اپنی نظروں میں رہے شمعِ حرم

وہ یہودی اور وہ بھی الامان — قابضینِ بیتِ مقدس و حرم

جب تلک ان کا رہے گا اقتدار — اہلِ ایمان کو رہے گا رنج و غم

غیرتِ قومی ہوئی بے جان حیف — اب کہاں ماضی کا وہ زندہ بھرم
اس طرف ہے عیش و عشرت کی حیات — اور چلتی ہے ادھر تیغِ ستم
اس طرف ہیں صرف لاکھوں صف بہ صف — ہم کروڑوں میں ہیں پر ہمت میں کم
دولت و زر کے تقاضوں میں پھنسے — بٹ گئے ہیں بیسوں ملکوں میں ہم
وحدتِ ملی و ملکی چاہیئے — ہے خدا بھی ایک اک اس کا حرم
بادشاہت اور ملوکیت ہے زہر — جو مٹا دیتا ہے ملت کا بھرم
چاہیئے اسلام کی جمہوریت — ہے یہی تابانیٔ نورِ قدم
مملکت ہو اک عظیم اسلام کی — دشمنوں کا دیکھ کے گھٹ جائے دم
سربلندی ہے انہیں کے واسطے — منتشر اجزا اگر ہوویں بہم!
ان کی قدرِ مشترک جو چاہیئے — وہ ہے تعظیمِ رسولِ محترم
دینِ حق کا بول بالا ہو وہاں — عظمتِ سرورؐ میں ہو سب ہم قدم
اولیائے حق جو منعم ہیں سبھی — دل بنے ان کی محبت کا حرم
جذبۂ شوقِ شہادت دل میں ہو — عظمتِ اسلام ہو بس محترم
حرب کی طاقت سے ہوں آراستہ — ہے بقولِ اقبال تقدیرِ امم
آج مغرب کو ہے جو مشرق پہ فوق — حکمت و سائنس کا لطف و کرم
ہم ہیں ہر انداز سے پسماندہ — اس سے ہیں مرعوب اور مغلوب ہم
اب تو کرلیں ہم میں پیدا انقلاب — درس دیتا ہے زمانہ ہر قدم
سیس کی دیوار بن کر ہم رہیں — دشمنوں کے سامنے ثابت قدم
ہو عقیدے اور ایمان میں ثبات — زر کے بل پر لوٹنے پائیں نہ ہم
راہِ سرورؐ اور صحابہؓ پر چلیں — ہوں نہ ہرگز بندۂ جاہ و حشم

اس صدی میں تفرقوں کا ہے عروج
پشت پر جس کی ہے دینار و درم

امتحاں کی منزلِ پرخار میں
تھام کر دامن رہیں ثابت قدم

اپنا سرمایا وہ جس پر ناز ہے
ہے فقط عشق رسول ذی کرم

ہوں صحابا اور ولیوں پر فدا
ہو نظر میں اسوۂ شاہِ اُمم

کعبہ اور روضے کی ہر تقدیس پر
جان دینے کو رہیں تیار ہم

یا الٰہی سب کو دے توفیق نیک
مصلحت کوشی میں بہہ جائیں نہ ہم

پاک کر دے پاک ارض پاک کو
اے خدائے پاک کر دے یوں کرم

رکھ سلامت اے خدا بغداد کو
ہیں وہاں لختِ دلِ خیر الاُمم

دشمنانِ دیں ذلیل و خوار ہوں
خاک میں مل جائے سب ان کا بھرم

واسطے غوث الوریٰ رضؓ و مصطفےٰ
عالم اسلام پر فرما کرم

قادرِ مطلق فقط اک آپ ہیں
ہے مشیت آپکی سب سے اہم

ثاقبِ عاصی کی سن لیجے دعا
ہے غلام حضرتِ شاہِ امم

چیچنیا کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی یلغارِ عظیم

روسی دہریوں کی فرعونیت

ملت کا اب نہیں کوئی غم خوار اور پاسباں
میدانِ کربلا کا اب منظر ہے زیر آسماں

ایوبی شان کا نہیں اب کوئی اپنا راہبر
جورو جفا کے درمیاں ہیں اہل ایمان سر بسر

انسانیت پر ظلم اب اس سے بڑا نہیں کوئی
عورتیں بچے بوڑھے اور نوجواں کٹتے ہیں سبھی

ایمان والے بندے اب ہیں غرقِ بحرِ ابتلا
مقتل بنی ہوئی ہے اب خیف زمینِ چیچنیا

مغربی طاقتوں کا اب مردہ ہوا ضمیر ہے
اسلام دشمنی کی یہ ایک نئی نظیر ہے

اسلام کی حیات کا ساماں خون سے کریں
سرشاریٔ جہاد سے دامنِ زندگی بھریں

اسلام دشمنی کا اب یوں سارا پول کھل گیا
اٹھ گیا اعتبار بھی اقوام متحدہ کا

اب دخترانِ ملتِ اسلام بے قرار ہیں
سن کر یہ داستانِ ظلم بچے بھی اشکبار ہیں

مظلوم کے حمایتی ہونے کے وہ ڈھنڈورچی
خاموش کیوں رکھی انہیں روسیوں کی درندگی

ہوتی ہے بے بسوں پہ کیوں ظلم و ستم کی انتہا
انسانی عظمتوں کا واں جوہر بھی حیف لٹ گیا.

توپوں ہوائی حملوں سے کب تک وہ لڑسکیں گے یوں
اسلامی ملکوں کا ضمیر سویا ہوا ہے اب بھی کیوں

انسانیت کے دل بھی زخموں سے چور چور ہیں
کمزور ہم جو ہوگئے اپنے بھی یہ قصور ہیں

اٹھو کہ اب فضاؤں میں مظلوم کی پکار ہے
عزم جہاد کیلئے رحمتِ کردگار ہے

اسلام کے وقار کی بن جائیں رہگذار ہم
ایثار و اتحاد کا بن جائیں کوہسار ہم

جرم ضعیفی موت ہے اقبال کا خیال ہے
بات یہ واقعی بھی ہے اور اپنے حسب حال ہے

روسی یہودی عیسائی ایک ہی صف میں ہیں کھڑے
افغان ولیبیا عراق، ایران سے ٹھنے ہوئے

مظلوم کی حمایت اب ہم پر ہوئی ہے لازمی
قرآن میں بھی دیکھئے حکم الٰہی ہے یہی

ملت تمام کا وجود ہے مثل ایک جسم کے
تکلیف ایک عضو کی دیگر کو بے سکون کرے

غیرتِ قوم کو جگاؤ احساس کو حیات دو
اپنا نفاق چھوڑ دو، دشمن کو بڑھ کے مات دو

چنگیز اور ہلاکو اور ہٹلر کے ظلم سے سوا
اپنے وجود پر بپا دیکھ رہا ہے یہ چیچنیا

اتنی بڑی تباہی کو دیکھا ہے آسمان اب
طاقت سے ہم مٹا بھی دیں ظلم کا یہ نشان اب

اسلام کے جیالوں کی غیرت کو آج کیا ہوا؟
اسلام دشمنوں کا یوں بڑھنے لگا ہے حوصلہ

ظلم کو روکنا جہاد، ظلم کو توڑنا جہاد
ہم کو جھنجھوڑتا ہے اب کہتا ہے برملا جہاد

ٹھوکر آج غیرتِ قومی پہ آنچ آ گئی
اپنی حیاتِ ملی پر تاریکی غم کی چھا گئی

مظلوم جو شہید ہوں گے لڑ کر بھی جو شہید ہوں گے
پائیں گے اپنے رب سے وہ قصرِ حسین خلد کے

ثاقب کے دردِ دل کی اک تصویر ترجمانی ہے
اسکے ہر ایک لفظ کے سینے میں اک کہانی ہے

ہم ماضی اور حال کے آئینے میں

دانائے رازِ صنعتِ کون و مکاں ہیں ہم
تنویرِ نورِ حق ہیں حیاتِ جہاں ہیں ہم

حق کی تجلیات کا اک آئینہ ہے دل
اس میں چھپائے وسعتِ کون و مکاں ہیں ہم

دنیا کے ہر غرور کی جس پر جبیں جھکی
جس پر فلک کو رشک ہے وہ آشیاں ہیں ہم

وہ کون ہے ہماری خریدی پہ آسکے
بازارِ کائنات کی جنسِ گراں ہیں ہم

کھوئے گئے ہیں جب سے زمانے کی راہ میں
کچھ سوچتے نہیں ہیں کہ آخر کہاں ہیں ہم

ہم کو زمانہ چھوڑ کے آگے نکل گیا
دیکھا جو اس نے خوگرِ خوابِ گراں ہیں ہم

اب ہاتھ مل رہے ہیں چمن کی بہار کو
نیند آگئی تھی جسکو وہی باغباں ہیں ہم

آجائیں گر عمل پہ تو لہرائے زندگی
کیوں آج بزمِ دہر میں محوِ فغاں ہیں ہم

کرلیں جو عزم کاوشِ پیہم تو دیر کیا
منزل سمٹ کے آئیگی ثاقب جہاں ہیں ہم

ملت اسلامیہ کیلئے خطہ دکن میں رفاہی دینی وعصری تعلیمی اداروں کا تعارف

اس صدی کے نصف دوم حصے میں سیاسی اور اقتداری انقلاب کے نتیجہ میں مسلمانوں کی شناخت اور وجود وبقا اور ارتقا کیلئے جس زینے کی ضرورت تھی اسکی تشکیل و تعمیر کی جدوجہد اور کاوشوں میں حیدرآباد جیسے تاریخی اور شہرت یافتہ شہر میں دینی، عصری، سائنسی اور فنی تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنے کے جذبے نے کئی تعلیمی اداروں کے قیام و انصرام اور ترقی کو نمایاں کیا ہے۔ اسکی تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔ مخفی مبارکہ اس شہر میں وسطانی اور فوقانی کئی مدارس عصری و دینی تعلیم اور فنی تربیت کے قائم و کارکرد ہیں جیسے ڈان اسکول، نصر اسکول عذرا پبلک اسکول، ذزفی لینڈ اسکول، اور یا یونیر اسکول، وغیرہم اس محدود تعارفی جائزہ میں شامل نہیں کیئے جاسکے۔ اسی طرح مذہبی تعلیمی کے چھوٹے بڑے بشمول فیض العلوم، دارالعلوم اور سبیل السلام و دیگر شہر کے وسیع تر حدود میں فیض یار ہیں وہ بھی اس جائزہ میں نہ آسکے۔

تعارف مشہور عالم اسلامی یونیورسٹی

بنام جامعہ نظامیہ حیدرآباد اے پی

الحمدللہ ہندوستان کے قابل ناز خطے دکن کے نامور شہر حیدرآباد میں ۱۲۸ سال قبل ایک مرد باخدا عارف باللہ حضرت حافظ شاہ محمد انوار اللہ صاحب فاروقی صابری علیہ الرحمہ والرضوان بحکم و تلقین سرور کائنات مدینۃ العلم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارض مقدس سے دکن تشریف لاکر جامعہ نظامیہ قایم فرمایا۔ دینی علوم و فنون کا یہ عظیم اور قابل فخر جامعہ سارے عالم میں شہرت کا حامل اور فیض بخش ہے اسکے ہزاروں فارغین عظیم مراتب کے حامل رہے ہیں اور ہیں۔ سردار انبیاء کی توجہ رحمت اور فیضان سے جامعہ نظامیہ دینی قدروں اور تنویر سنیت کا پاسبان و محافظ تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس حقیر صابری شاعر کے قلم سے اس کا منظوم تعارف ملاحظہ فرمائیے۔

اک دین کا اجالا جامعہ نظامیہ ہے — انوار کا نظارا جامعہ نظامیہ ہے
بغداد و اندلس کی کرنوں کا ترجمان ہے — ازہر کی شان والا جامعہ نظامیہ ہے
درس حدیث و قرآں، معقول اور منقول — اک جلوۂ مدینہ جامعہ نظامیہ ہے
اللہ کے ولی نے جس کو کیا ہے قائم — جو حشر تک چلے گا جامعہ نظامیہ ہے
آقائے دو جہاں کی لیکر حمایت پاک — رحمت کا شامیانہ جامعہ نظامیہ ہے
ہیں مرتضیٰؓ تو باب شہر علوم بے شک — آئینہ مرتضیٰؓ کا جامعہ نظامیہ ہے
ہم ایسے سینوں کی تعلیم و تربیت کا — اک مرکزی ادارہ جامعہ نظامیہ ہے
مشرق کی وادیوں میں اس ہند کی زمیں پر — اک نور کا منارا جامعہ نظامیہ ہے

دل میں بسا ہوا ہے نظروں میں جلوہ گر ہے
ہم سینوں کا ملجا جامعہ نظامیہ ہے

باطل کی آندھیوں پر یہ مسکرا رہا ہے
اسلام کا ہالہ جامعہ نظامیہ ہے

سر بدعقیدتوں کا ٹکرا کے پاش پاش ہوگا
اک سنیت کا قلعہ جامعہ نظامیہ ہے

پھونکوں سے یہ کسی کی ہرگز نہ بجھ سکے گا
یہ اک چراغ طیبہ جامعہ نظامیہ ہے

دنیا کی ہر زمیں پر پہونچی ہیں جسکی کرنیں
روشن وہ اک ستارا جامعہ نظامیہ ہے

عرفان دیں کا اسکو اک کوہ نور کہئے
جس سے نظر ہو خیرہ جامعہ نظامیہ ہے

اک مرد حق نما کی کوشش کا ہے نتیجہ
توحید کا سراپا جامعہ نظامیہ ہے

حافظ بھی اور عالم کتنے یہاں سے نکلے
وحدت کا کارخانہ جامعہ نظامیہ ہے

ہاں مرضیٔ سرکار ﷺ ہے جامعہ نظامیہ
اک مرکز انوار ہے جامعہ نظامیہ

تاریکیٔ ماحول میں ہے شمعٔ عرفاں
توحید کا مینار ہے جامعہ نظامیہ

سرکار کی تعظیم و انکار کے مابین
اک فرق کی دیوار ہے جامعہ نظامیہ

سر جس سے بدعقیدوں کا ہو جاتا ہے قلم
فاروق رضؓ کی تلوار ہے جامعہ نظامیہ

سرکار و صحابا کی ہے سنت ہی کسوٹی
سنت کا وہ معیار ہے جامعہ نظامیہ

مشہور زمانہ ہوئے ابنائے نظامی
اک مشعل اخیار ہے جامعہ نظامیہ

سرکار دو عالم سے محبت ہی ہے سب کچھ
عظمت کا علمدار ہے جامعہ نظامیہ

ہے علم و عرفان کی تنویر سراپا
ابرار کا کردار ہے جامعہ نظامیہ

کھلتے ہیں ہزاروں ہی عقیدت کے شگوفے
وہ ابر گہربار ہے جامعہ نظامیہ

تعارف الجامعۃ الفاروقیہ

موقوعہ وادیٔ رحمت، مرڈپلی روڈ عقب پہاڑی شریف حیدرآباد

بیادگار خطیب والاسلام تاج العلما حضرت العلامہ مولانا حافظ و قاری

الحاج شاہ محمد الطاف حسین فاروقی وقاری علیہ الرحمۃ والرضوان

الحمدللہ شہر کے ایک خوشگوار اور پرسکون علاقہ میں شہر کے ایک حساس ہمدرد و خیرخواہ ملت محترم الحاج محمد ہارون نقشبندی و قادری دامت برکاتہم العالیہ کے قلب منیر نے محض رب العالمین اور رحمت اللعالمین اور اولیائے کاملین کی رضا اور خوشنودی کے حصول کیلئے اپنے ذاتی صرفہ اور ایثار سے عالی شان مسجد اور اسکے دامن میں مدارس کے لیے نئی عمارت کی تعمیر کے ساتھ نونہالان ملت کے لیے اقامتی دینی درس گاہ معہ شعبہ حفظ وعصری تعلیمی مضامین کی تدریس کا کامیاب اہتمام فرمایا ہے۔

بفضل ایزدی اس جامعہ میں شعبۂ حفظ قرآن کے علاوہ عصری تعلیم کے تحت انگریزی، ریاضی اور اردو کی تدریس کے ساتھ ساتویں اور دسویں جماعت کے امتحانات کی تیاری کا قابل ناز انتظام کیا گیا ہے جس میں پیغام اسلام کو عام کرنے کیلئے فقہ، عقائد اور ضروری و اہم مسائل کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس وقت اس درس گاہ میں تین جماعتوں میں (۴۵) طلبا انتظام قیام وطعام کے ساتھ استفادہ کر رہے ہیں۔ تخمیناً خرچ فی طالب علم معہ جمیع ضروریات ماہانہ پانچسو روپے عاید ہو رہا ہے۔

تقاضائے ملت اور وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مخیر اور باحوصلہ اصحاب اس درس گاہ کی ترقی توسیع اور استحکام کیلئے دامے و درمے قدمے، وسخنے بہ اخلاص نیت تعاون کی صورت نکالیں تو عنداللہ ماجور ہوں گے۔

فون نمبر 457623، 4576447، 4565388، رہائش 4576091

بنک اکاونٹ نمبر 3407 اسٹیٹ بنک آف حیدرآباد۔ مغلپورہ برانچ

ڈی ڈی پر الجامعۃ الفاروقیہ لکھیں

بانی وناظم جامعۃ الفاروقیہ، محمد ہارون نقشبندی وقادری تاجر پارچہ مدینہ مارکٹ

تعارف جامعہ انواریہ موقوعہ حافظ بابا نگر حیدرآباد

زیر اہتمام باب العلم انواریہ ایجوکیشنل سوسائٹی

شہر حیدرآباد کی نورانی فضاؤں میں ایک مجاہد ملت، بہار اہل سنت حضرت الحاج سید محمد عبد القدیر حسینی المعروف خرم نورانی پاشاہ صاحب قادری کی ہمہ جہتی کاوشوں کے نتیجہ میں کئی دینی و تربیتی درسگاہوں کے قیام و انصرام سے بالآخر جامعہ انواریہ کی شکل میں علم دین کی اک روشن شمع منور ہوئی اسکے انوار اور اسکی شعاعیں نونہالان و نوجوانان ملت نیز طالبات علوم دین کے استفادہ کے وسیع مواقع فراہم کئے ہیں جو ملت کیلئے باعث مسرت و شادکامی ہے۔ یہ امر موجب تشکر ہے کہ انواریہ ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت شہر و اضلاع میں سولہ مدارس دینیہ ذکور و اناث کے اقامتی و غیر اقامتی چلائے جارہے ہیں جن میں ساڑھے تین ہزار طلباء و طالبات زیور علم سے آراستہ ہو رہے ہیں جن کا سالانہ خرچ بارہ لاکھ روپیوں سے متجاوز ہے نیز دینی و فنی تعلیم کو وسعت دینے کیلئے پہاڑی شریف روڈ پر بڑی مرکزی جامعہ برائے ذکور و اناث کی تعمیر کا منصوبہ عنقریب عمل میں لایا جانے والا ہے جس پر دو کروڑ مصارف کا تخمینہ ہے اور مفت قیام و طعام اور تعلیم پر سالانہ چوبیس لاکھ روپیوں کا اندازہ ہے الحمد للہ اب تک کی مدت میں سینکڑوں حفاظ اور فارغین شہر و اضلاع میں دینی تعلیمی خدمات میں مصروف ہیں۔ جاریہ کاوشوں اور مستقبل کے عزائم کی بہتر و کامیاب صورت گیری کیلئے ملت کے مخیر اور ایثار پسند اصحاب کرام سے مخلصانہ گذارش کی جاتی ہے کہ وہ ہر طرح زکات و صدقات اور اعانتوں سے اس ادارہ کی امداد و سرپرستی فرمائیں۔

ترسیل زر کا پتہ

دفتر باب العلم انواریہ ایجوکیشنل سوسائٹی مکان نمبر 3/318 - 4 - 22

ہمت پورہ خلوت حیدرآباد اے پی

اکاونٹ نمبر A/C No. 4674 کنارا بنک پتھر گٹی حیدرآباد اے پی

فون نمبر: 4521676

○ بانی و معتمد سوسائٹی

جناب سید محمد عبد القدیر حسینی المعروف نورانی پاشاہ صاحب قادری

پیش کش تعارف: محمد امان علی ثاقب صابری

تعارف مدرسۂ محمدیہ فیض القرآن
معراج کالونی ٹولی چوکی حیدرآباد

الحمد للہ ! خانقاہی نظام کی علمبردار ایک ہمدرد و خیر خواہِ ملت قابلِ ناز شخصیت حاملِ حکمت و طبابت محترم المقام اقبال بابا کملیہ حیب مراد نگر کے خوش عقیدہ ماحول کی روشنی لیکر ٹولی چوکی علاقہ کی معراج کالونی کے مقیم و مکین بنے اور یہاں کی فضا اور ماحول کا مشاہدہ کیا تو اپنے قیام کدہ کو خانقاہِ کملیہ کا موقف دیا اور خانقاہی فیضان کی ترویج و توقیر کا مرکز بنایا اور عظمتِ رسول اکرم، عظمت صحابۂ کرام اور عظمتِ اولیائے عظام کی فضیلت کے جلسوں نیز نعتیہ و منقبتی مشاعروں کا اہتمام کر کے ماحول و علاقہ کو تنویر سنیت سے منور کرنے کی جانب سعی بلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اسکے ساتھ ساتھ عقائد اہل سنت کے سانچے میں نونہالوں کیلئے قرآن و حدیث اور دینیات کے ساتھ عصری تقاضوں کو مربوط کر کے ایک مدرسہ بنام مدرسۂ محمدیہ فیض القرآن کا قیام اپنے ذاتی صرفہ سے اپنی خانقاہ میں قایم فرمایا مرحبا اسکی افادیت اس علاقہ میں روز افزوں ہے ۔ اب اس مدرسہ میں تین صد طلباء و طالبات ناظرہ قرآن خوانی اور ابتدائی دینی تعلیم کی جماعتوں میں زیرِ تعلیم ہیں ان کیلئے مفت تعلیم کا انتظام ہے ۔ انشاء اللہ مستقبل قریب میں یہ ایک مکمل دارالعلوم بن جائے گا ۔

اس مدرسہ کا منظوم تعارف ملاحظہ فرمایئے ۔

منظوم تعارف مدرسہ

رہبر دین نبیؐ مدرسہ فیض القرآن ۔۔۔ شمع علم علیؓ مدرسہ فیض القرآن

حسن دامان محمدؐ ہے نسبت اسکی ۔۔۔ اقبال بابا کی خوشی مدرسہ فیض القرآن

نونہالوں کیلئے جسکی ضرورت ہے بہت ۔۔۔ علم حق کی روشنی مدرسہ فیض القرآن

اسکی خوشبو میں ہے معراج عقیدت اپنی ۔۔۔ قادریت کی کلی مدرسہ فیض القرآن

حق میں مادر و پدر کے ہے یہہ ایصال ثواب ۔۔۔ کھیتی رحمت کی ہری مدرسہ فیض القرآن

سر پہ اقبال بابا کے بن گیا ہے ابر بہار ۔۔۔ سایۂ لطف نبیؐ مدرسہ فیض القرآن

مفت تعلیم سے فیض یاب ہیں سارے طلباءُ ۔۔۔ جس سے تقدیر سجی مدرسہ فیض القرآن

ناز کرنے میں بجا ہے یہہ معراج کالونی ۔۔۔ روشنی جس سے ملی مدرسہ فیض القرآن

یاالٰہی رہیں تا دیر سلامت اقبال ۔۔۔ بن گیا نادعلی مدرسہ فیض القرآن

جب بھی آتا ہے یہہ ثاقبؔ کے تصور میں کبھی
اسکو دیتا ہے خوشی مدرسہ فیض القرآن

○

تعارف مدینۃ العلم اکاڈمی آندھرا پردیش

سرزمین دکن پر منفرد انداز اعلیٰ معیار اور مفت تعلیم کا تین سال قبل فروری ۱۹۹۷ء میں ایک رفاہی ادارہ بنام مدینۃ العلم اکاڈمی کا قیام دکن کے روحانی شہنشاہ حضور بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ کے قابل ناز چشم و چراغ عالیجناب سید خواجہ حامد حسین صاحب موظف چیف انجنیر کی تحریک تعلیمی بیداری کے مضبوط بازوں پر عمل میں آیا اور اسکے زیر انتظام ایک اسکول "برائٹ فیوچر" (روشن مستقبل) کے نام سے کے جی سے تیسری جماعت تک کیلئے قائم کیا گیا جو شہر کے دور دراز مضافاتی علاقہ مصطفیٰ نگر کی مسلم آبادی کے ہونہاروں اور نونہالوں کی تعلیم و تربیت کا واقعی روشن مرکز بن کر اپنی روشنی بکھیر رہا ہے۔ شہر کا یہ ایک منفرد ادارہ ثابت ہو رہا ہے جسکے تحت عصری۔ مذہبی اور فنی تعلیم کا مفت انتظام فیض رسانی کر رہا ہے ماشاء اللہ بانی اکاڈمی کے اخلاص فی سبیل اللہ نے مخلصین بے غرض کے ایک گروہ کو اپنا شریک کار بنا لیا ہے جن کے اسمائے گرامی یہہ ہیں۔ جناب حامد لطیف ملتانی صاحب جناب سید حامد علی صاحب جناب عبد القادر عباس صاحب جناب محمد نثار احمد صاحب پروفیسر مسعود احمد خان صاحب ڈاکٹر غلام یزدانی خان صاحب اور جناب محمد کریم الدین صاحب یہہ سب حضرات بانی و محرک اکاڈمی کے دست و بازو اور قوائے قوی بنے ہیں ان سب کے اخلاص نے ایک ایسی شخصیت کو پالیا جو اکاڈمی کی کشتی کے کھیویا ثابت ہوتے ہیں وہ ہے منفرد شخصیت محترم جناب سید ظہیر الدین صاحب موظف ہیڈ ماسٹر کی جو اپنے قابل ناز جذبۂ ایثار کے تحت اپنا ملکی مکان اور سات سو گز زمین ۲۵ سال کے لیے لیز پر اکاڈمی کے حوالہ کر دیا اور بے غرضی کے ساتھ مدرسہ کو چلانے کی ذمہ داری بھی قبول کی جسکے نتیجہ میں الحمد للہ تین سال کے قلیل عرصہ میں کے جی سے پانچویں جماعت کے قیام کے ساتھ طلباء اور طالبات کی تعداد کو ایکہزار تک پہونچا دیا۔ اکاڈمی کے لیے یہہ موقف قابل فخر ہے کہ محترم جناب سید ظہیر الدین صاحب مالک جائداد نے اپنے ذاتی سرمائے اور کچھ مقامی اہل خیر کے تعاون سے اسکول کی سہ منزلہ عمارت کی تعمیر کے کام کو توقع سے کم مدت میں تکمیل تک پہونچایا ہے جو اپنے محل وقوع میں بہت ہی دیدہ زیب بنی ہوئی ہے اور طلباء و طالبات کے مستقبل کو سنوار رہی ہے۔

اکاڈمی کی طرف سے طلبائے نادار کے لیے یونیفارم اور درسی کتب بھی فراہم کی جاتی ہیں اور

طالبات کے لیے فی الوقت محدود پیمانہ پر خیاطی کی تربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔ مستقبل قریب میں اس میں وسعت کے ساتھ طلباء کے لیے بھی فنی تعلیم کے شعبے قائم کئے جائیں گے۔ مدرسہ میں ابتدائی سطح کا دینی تعلیم کا انتظام بھی کام کررہا ہے عنقریب شعبہ حفظ کا قائم کیا جانا منصوبے میں ہے اس وقت مدرسہ میں چودہ مخلص اساتذہ جذبۂ ایثار کے ساتھ کارگذار ہیں۔ اس وقت مدرسہ کا انتظامی خرچہ ماہانہ پندرہ ہزار روپے ہے۔ اکاڈمی کا ایک اور روشن کارنامہ یوں وجود میں آیا ہے کہ ایسے طلباء جو ساتویں جماعت کا امتحان کامیاب کرکے تعلیم ترک کئے ہوں ان کی امداد اور انکے تعلیمی اور فنی موقف کو آگے بڑھانے کی سعی کے تحت ایک ٹرسٹ بنام دکن ایجوکیشنل ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے جس میں کچھ مقامی اہل خیر کے ساتھ بانی ادارہ جناب خواجہ سید حامد حسین صاحب جناب سید ظہیر الدین صاحب ناظم ادارہ اور جناب حامد لطیف ملتانی صاحب معتمد ادارہ نے اپنا سرمایہ پیش کرکے اسکو ایک لاکھ تک پہونچادیا ہے اور اس کا اگلا نشانہ دس لاکھ مقرر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک قابل ناز صاحب خیر جناب مرزا رضا علی بیگ صاحب موظف برقی انجینیر نے حسن نگر کے علاقہ میں اپنی ۱۸۰۰ گز اراضی اکیڈمی کو مفت فراہم کی ہے تاکہ اس پر ایک مسجد اور ایک شاخ مدرسہ کی قائم کرنے کے لئے عمارت کی تعمیر کی جائے۔ الحمدللہ اس اراضی پر مسجد کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری وساری ہے جسکی نگرانی خازن اکاڈمی محترم عبدالقادر عباس صاحب سیول انجینیر کے ذمہ ہے انکی معاونت جناب حامد لطیف ملتانی صاحب جناب ابراہیم قادری صاحب زرین کلاہ کررہے ہیں امید ہے ماہِ رمضان المبارک میں اس کا افتتاح سرپرست اکاڈمی جناب خواجہ سید حامد حسین صاحب کے ہاتھوں عمل میں آئے گا۔ اور اسکول کا افتتاح بھی مستقبل قریب میں روبعمل آئے گا۔

ملت کے باشعور ایثار پسند اہل خیر حضرات سے توقع کیجاتی ہے کہ ملت کے مفاد میں اس اکاڈمی کو جو مدینۃ العلم کے مقدس نام سے موسوم ہے اسکی افادیت کو وسعت دینے کیلئے اپنے رقمی تعاون سے شادکام فرمائیں گے۔

پتہ: برائٹ فیوچر اسکول تحت مدینۃ العلم اکاڈمی مصطفیٰ نگر متصل وٹے پلی حیدرآباد

تعارف مدینہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائٹی حیدرآباد۔

تعارف رفاہی ادارہ بنام انجمن خادم المسلمین

کاچیگوڑہ حیدرآباد دکن، اے پی

۱۹۲۳ء میں گولیگوڑہ کے محی الدین پاشا باغ علاقہ میں ملت اسلامیہ کے لیے ایک رفاہی ادارہ بنام "انجمن خادم المسلمین رفاہ عام" قائم کیا گیا جسکے بانی و ناظم حضرت مولانا الحاج قادر محی الدین صاحب قادری رہے۔ گولیگوڑہ کے علاقہ میں دس سال تک اپنے علمی و دینی مقاصد میں پیش رفت کے ساتھ جاری اور کارکردہ کر علاقہ کاچیگوڑہ میں منتقل کیا گیا جو الحمدللہ ابتک قائم و فیض بخش ہے اس انجمن کے تحت دینی، عصری، اور فنی تعلیم کا اہتمام طلباؔ اور طالبات کے لئے جاری ہے عصری تعلیم میں حکومت کا مسلمہ ہائی اسکول کام کر رہا ہے جس میں طلباءؔ اور طالبات کو یس یس سی کے لیے تیار کرایا جاتا ہے اور عربی میں اورینٹیل کالج قائم ہے جس میں یم اے عربی تک کی تعلیم دی جاتی ہے یہہ کالج حکومت کا منظورہ اور جامعہ عثمانیہ کا ملحقہ ہے۔

فنی تعلیم میں خیاطی، نجاری، بیدبافی، لیتھ مشین اور ویلڈنگ کے شعبے نوجوانوں کو تربیت دے رہے ہیں جس سے وہ روزگار حاصل کرنے کے قابل بنتے ہیں۔ اپنی اس ہمہ جہتی افادیت کے ساتھ انجمن خادم المسلمین ملت کیلئے رفاہِ عام کے اغراض مقاصد میں قابل ناز و قابل فخر کارنامہ انجام دے رہی ہے۔ اس ادارہ میں مجموعی حیثیت سے سات سو طلباؔ زیر تعلیم و تربیت ہیں۔ یتیم اور نادار طلباؔ کیلئے اقامت خانہ بھی قائم ہے۔ جہاں مفت خوراک و دیگر ضروریات کی تکمیل کی جاتی ہے۔ اس انجمن کے تحت تمام شعبوں کے انتظامی و انصرامی اخراجات ۲۵ لاکھ روپئے سالانہ عائد ہوتے ہیں جسکی پابجائی اسکی اپنی محدود آمدنی کے علاوہ عوامی تعاون پر مشتمل ہے۔

اس انجمن اور ادارے کی عمومی نگرانی محترم المقام جناب الحاج سید سیف الدین صاحب قادری معتمد و متولی انجام دیتے ہیں آپ کی کامل توجہ اور مساعی سے ادارہ کے فیضان میں اور وسعت یقینی ہے ۔ اس رفاہی ہمہ جہتی ادارہ کی کامرانی کے لیے اہل خیر حضرات زکوٰۃ و صدقات کے تحت اس پتہ پر ترسیل زر کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں ۔

انجمن خادم المسلمین کاچی گوڑہ 2-4-696
کاچیگوڑہ حیدرآباد، 500027
ٹیلی فون نمبر، 4652902

○

تعارف مرکزی انجمن سیف الاسلام

مسجد تیغ جنگ خلوت حیدرآباد اے پی

آلحمدللہ اب سے ۳۵ سال قبل پرانے شہر کے پسماندہ علاقہ کی ایک مسجد بنام مسجد الٰہی پالم روڈ میں ایک مرد باخدا پیر طریقت حضرت سیف علی شاہ نقشبندی و مجددی علیہ الرحمہ والرضوان کی یادگار میں انجمن سیف الاسلام کی تشکیل کے ذریعہ اسکے زیر اہتمام ایک ابتدائی دینی تعلیم کا مدرسہ قائم کیا گیا جو آج اسی مرکزی انجمن کے تحت ایک دینی جامعہ کا موقف حاصل کرلیا ہے۔

ابتدائی دینی تعلیم کا مدرسہ دارالعلوم سیف الاسلام کے نام سے معروف ہے اس میں شعبۂ حفظ قرآن کے علاوہ درس نظامی کی وسطانی تعلیم تک کا انتظام ہے اور اسی انجمن کے تحت جامعہ دینیہ سیف الاسلام سے موسوم جامعہ کام کر رہا ہے جس میں بزبان اُردو مولوی ۔ عالم اور فاضل کے دینی نصاب کی تکمیل کردی جاکر امتحانات کے ذریعہ اسنادیں دی جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ پالم روڈ میں مدرسہ رکنیہ نقشبندیہ چلایا جارہا ہے۔

بفضل الٰہی جل شانہٗ، انجمن کی طرف سے حسن نگر میں چارسو گز اراضی پر ایک مسجد بنام "مسجد حنین" تعمیر کی گئی ہے اور اس میں ایک مدرسہ " دارالعلوم بغدادیہ نظامیہ" قائم کیا گیا ہے اس مدرسہ کے شایان شان عمارت کی تعمیر کا منصوبہ اہل خیر کے ایثار و اعانت کا طلبگار ہے۔

جامعہ کی جانب سے تصنیفی اور تالیفی مقاصد کیلئے ادارہ المعروف قایم کیا گیا ہے جسکے ذریعہ مختصر دینی کتب و رسائل کی طباعت جاری ہے۔

اسکے علاوہ مراسلاتی تعلیم کا شعبہ بھی کام کررہا ہے۔

انجمن سیف الاسلام کے تحت ایک ادارہ بنام موتمر نور اسلامی بھی قائم کیا گیا ہے جسکے ذریعہ نوجوانوں میں دینی بیداری کیلئے اجتماعات، سمینار، اور مذاکرے وغیرہ کا انعقاد عمل میں لایا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ ہفتہ واری، ماہانہ، سالانہ زنانی و مردانہ اجتماعات بعنوان سیرت النبی صلعم، سیرت صحابہ رض، اور سیرت اولیاء کرام کا اہتمام کیا جاتا ہے بانی و ناظم انجمن محترم المقام مولانا عرفان اللہ شاہ نوری اپنی زندگی کی تمام تر توانائیوں اور صلاحیتوں کو انجمن کے زیر انتظام تمام شعبوں کی بہتر اور ترقی پذیر صورت گری کے لیے وقف کئے ہوئے ہیں۔ تعلیمی و تدریسی و انتظامی اخراجات کے ساتھ تعمیری مقاصد اور ضروریات کے لئے سرمایہ کا انتظام بھی انکی کاوشوں میں شامل ہے۔ یہہ کاوشیں عوامی امداد و تعاون کی ہر طرح متقاضی ہیں جسکے لئے یہہ پتہ درج کیا جاتا ہے۔

دارالعلوم سیف الاسلام A/C C & 1/60

اسٹیٹ بنک آف انڈیا۔ چندولال بارہ دری حیدرآباد اے پی

○

تعارف غوثیہ بیت المال نیو بوئن پلی سکندرآباد

حیدرآباد کے مضافاتی علاقہ بوئن پلی کی ایک دیندار، مخیر اور ہمدرد ملت شخصیت محترم المقام جناب پیر شاہد اللہ سرور قادری صاحب فیضان نسبت عظیم کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ازالۂ مصائب جسمانی و روحانی کیلئے بلالحاظ مذہب و ملت خلائق کی خدمت میں مصروف اور مرجع خاص و عام ہیں ملت کے غریبوں اور حاجت مندوں کی اعانت کا جذبۂ اتم اپنے دل میں رکھتے ہوئے ملت کی بدنصیب اور محتاج بیوگان کی کس مپرسی سے متاثر ہوکر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی خوشنودی کے احساسات کے تحت ایک اعانتی بیت المال بنام غوثیہ بیت المال، اپنے شخصی وسائل سے قائم کرکے ہر ماہ شہر حیدرآباد و سکندرآباد کی پانچ سو بیوگان کو ایک مرکزی اپنے رہائشی مقام بوئن پلی نیز تین علاقائی مراکز ایک امام باڑہ یاقوت پورہ میں زیر نگرانی محترم جناب صوفی احمد پاشا صاحب قادری یافعی ولی اللہی مرکز صوفیہ میں اور ایک علاقہ خلوت زیر نگرانی حضرت سید شاہ ابوبکر صاحب قادری المعروف صادق پاشا صاحب حدنوری اور ایک محلہ مرادنگر میں زیر نگرانی محترم جناب عبدالصبور صاحب بیابانی مراکز میں مختلف مقررہ تواریخ میں فی کس پچاس روپے تقسیم عمل میں لائی جارہی ہے۔ ان کا یہہ عمل محض رضائے الٰہی کیلئے مسلسل جاری ہے۔ کاش ملت میں مزید ایسی قابل ناز شخصیتیں پیدا ہوں۔

مستقبل میں بیوگان کی موجودہ امداد میں اضافہ اور مزید بیوگان کو امداد کی اجرائی کا ارادہ رکھتے ہیں اسکے علاوہ آپ نونہالان و نوجوانان ملت کیلئے مفت عصری اور فنی تعلیم بشمول دینی تعلیم کیلئے اقامتی ٹکنیکل کالج کا قیام و انصرام عمل میں لانے کیلئے ذاتی صرفہ سے وسیع اراضی کے حصول اور تعمیرات کے منصوبوں کی صورت گری کے لئے ارادوں کو متحرک کئے ہوئے ہیں، انشاء اللہ المستعان دانشوران ملت اور قدردانوں کی بھرپور تائید و اعانت سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے۔

ⵘ

منظوم تعارفِ غوثیہ بیت المال بوئن پلی سکندرآباد

٭

یہ بیوگان کا آسرا غوثیہ بیت المال ہے
سرورمیاں کا حوصلہ غوثیہ بیت المال ہے

اسکے فیوضِ عام پر اہل دکن کو ناز ہے
غوث رضؓ کے فیض کی ردا غوثیہ بیت المال ہے

تعمیلِ قولِ احسنوا ان کے نصیب کو ملا
شاہد اللہ کا ولولہ غوثیہ بیت المال ہے

اللہ اور رسول کی خوشنودی اسکی ہے مراد
ملت کے درد کی دوا غوثیہ بیت المال ہے

تعریف اسکی کیا کرے اسکے سوا کوئی بشر
اک غمگسارِ بے نوا غوثیہ بیت المال ہے

ملت کے نونہالوں کی تعلیم اور تربیت
جس کا بنا ہے مدعا غوثیہ بیت المال ہے

غوث الوریٰ رضؓ کے نام سے منسوب جب یہ ہو گیا
بے شبہ رحمتِ خدا غوثیہ بیت المال ہے

سینکڑوں بیوگان کی امداد اس سے ہوتی ہے
دریائے غم میں ناخدا غوثیہ بیت المال ہے

سرورمیاں کا حوصلہ یارب ہو سو گنا سوا
ان کے کرم کا آئینہ غوثیہ بیت المال ہے

بوئن پلی پہ چرخ سے بارشِ فیض اور ہو
فضلِ خدا کی اک ضیا غوثیہ بیت المال ہے

سرور کو اپنے اے خدا عمرِ خضرؑ نصیب کر
ثاقب کی بس یہی دعا غوثیہ بیت المال ہے

٭

تعارف خانقاہ قادریہ باقر نگر میر عالم تالاب

⊙

الحمد للہ سرزمین حیدرآباد فرخندہ بنیاد پر جلیل القدر اولیائے کرام و علمائے اسلام کا ورود وجود ملت اسلامیہ کیلئے قابل ناز رہا ہے۔ یہاں کی تاریخ میں خانقاہی نظام کی جلوہ گری اور فیض بخشی نمایاں رہی ہے۔ مگر انقلاب دوراں اور مختلف عوامل، عقائد و مقاصد کے اثر اور سعی سے اس نظام کی ہمہ گیری سے خود اسکے علمبرداروں کی توجہہ ہٹ گئی اور بٹ گئی پھر بھی اسکی افادیت اور ضرورت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ یہ بات قابل ناز ہے کہ قاضی پورہ علاقہ حیدرآباد کے مشہور و معروف ولی اللہ حضرت خواجہ محبوب اللہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے نبیرگان میں دو نوجوان برادران محترم جناب سید شاہ حیدر علی حسینی المعروف حضرت حیدر پاشا قادری مدظلہ، اور جناب مکرم سید شاہ محمود علی حسینی المعروف حضرت محمود پاشا قادری نے اپنے جد امجد کے نام سے موسوم و معروف باقر نگر کے نوآباد احاطہ میں جہاں حضرت خواجہ محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاہزادے اور جانشین و خلفائے مکرم آرام فرما ہیں اس احاطہ میں ایک مسجد اور خانقاہی عالیشان عمارت کی تعمیر کے بعد اس کو خانقاہ قادریہ سے موسوم کیا اور اپنی روایات کے ساتھ خانقاہی نظام کی افادی اور فیض رساں روایات پر عمل آوری کا سلسلہ جاری فرمایا۔ چنانچہ اب اس خانقاہ قادریہ میں ہفتہ واری اور ماہانہ مجالس ارشاد، ذکر و فکر، اہتمام اعراس، سماع، مذاکرات، اجتماعات کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ مستقبل قریب میں اس خانقاہ قادریہ میں یومیہ دو وقتیہ لنگر کی تعمیم کیلئے ایک ٹرسٹ تشکیل دیا گیا ہے۔ اور رفاہ عام کے تحت عوامی صحت و تندرستی کی بقا کیلئے میڈیکل کیمپس کے قیام کا انتظام کرلیا گیا ہے۔ انشاءاللہ عنقریب یہ انتظام شہرت تامہ حاصل کرلے گا اور فیض بخش ثابت ہوگا

اس خانقاہ کا ایک منظوم تعارف ملاحظہ ہو۔

دین حق کی روشنی ہے خانقاہِ قادریہ
قادریوں کی خوشی ہے خانقاہِ قادریہ

غوثِ اعظمؓ شاہِ دیں کے فیض کی اک شمع ہے
درس گاہِ بندگی ہے خانقاہِ قادریہ

یہہ شریعت اور طریقت، معرفت کی راہبر
اک نظامِ قادری ہے خانقاہِ قادریہ

خواجہ محبوب اللہؒ کے فیضان کا مبدا ہے یہہ
عظمتِ دینِ نبیؐ ہے خانقاہِ قادریہ

تابناکی دیکھنے میں اسکی ہے حسنِ نجوم
ایک شانِ سروشی ہے خانقاہِ قادریہ

اس دکن کی سرزمیں پر اہلِ عرفاں کے لئے
شان جسکی دیدنی ہے خانقاہِ قادریہ

حیدرؔ و محمودؔ کی کاوش کی اک شہکار ہے
عشق کی صورت گری ہے خانقاہِ قادریہ

حضرت باقر حسینیؒ جعفر صادقؒ کا ناز
واقعی ہر واقعی ہے خانقاہِ قادریہ

فیض بخشی کیلئے مرکز ہے اک باقر نگر
اک منارِ آگہی ہے خانقاہِ قادریہ

چودہ سو بیس، ہجری ہے تعمیر کی صورت گری
قابلِ ناز صدی ہے خانقاہِ قادریہ

تیرے نظارے نے دی اسکے قلم کو روشنی
یہہ جو ثاقبؔ صابری ہے خانقاہِ قادریہ

تعارف تعلیمی ادارہ جات زیر اہتمام مکرم جاہ ٹرسٹ، نظامیہ ویمنس اسوسی ایشن ٹرسٹ وسلطان العلوم ایجوکیشن سوسائٹی

حیدرآباد شہر فرخندہ بنیاد کی فنی و تعلیمی روشن فضاؤں میں جو خانوادۂ آصفی کے جلیل القدر حکمراں آصف جاہ سابع حضور پرنور نواب میر عثمان علی خان بہادر کی فیض بخشانہ توجہ سے اس تاریخی و تہذیبی شہر میں جامعہ عثمانیہ اور جامعہ نظامیہ جیسے فقید المثال عالمگیر شہرت کے حامل تعلیمی مراکز فیض رساں رہے۔ جس سے دنیائے ملت کو بڑی کامرانی اور سرفرازی نصیب ہوتی۔ تاریخی انقلاب دوراں نے عصری تعلیمی مرکز عثمانیہ یونیورسٹی کے موقف کو بدل ڈالا مگر رہنمائے ملت کے فکر و خیال میں وہ روشنی ابھی تک جلوہ گر ہے اور ماحول اس سے سازگار ہے اسی بنیادی ضرورت اور تقاضے کے تحت حضور سلطان العلوم آصف جاہ سابع کے پردہ فرمانے کے بعد ان نبیرگان اور جانشین شاہزادگان والاشان نواب مکرم جاہ بہادر اور نواب مفخم جاہ بہادر کے احساسات بہی خواہی ملت نے ابنائے ملت کے مختلف طبقات بالخصوص نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف قابل ناز توجہ فرمائی اور بے مثال ایثار و قربانی کے ذریعہ کروڑوں روپے مالیت کے شاہی محلات کو تعلیمی مراکز کے لیے وقف کر کے نیز مالیہ اور انتظامیہ کے استحکام کے ساتھ احسان عظیم فرمایا۔ جسکے نتیجہ میں اس شہر کے اندر نظام ٹرسٹ سے وابستگی کے ساتھ مکرم جاہ ٹرسٹ فار ایجوکیشن اینڈ لرننگ، نظامیہ حیدرآباد ویمنس اسوسی ایشن ٹرسٹ، نیز سلطان العلوم ایجوکیشنل سوسائٹی کا وجود عمل میں آیا۔

الحمد للہ اس وقت اس تاریخی عظمت والے شہر میں ملت اسلامیہ کے ہونہاروں اور افراد کے لیے ان میں مذکورہ ادارہ جات کی طرف سے جو تعلیمی و تربیتی مراکز حضرت آصف ثامن مدظلہ العالی کی سرپرستی اور نواب مفخم جاہ بہادر کی سرپرستی نیز راست نگرانی میں جو کارکرد اور فیض بخش ہیں انکی تفصیل درج ذیل ہے۔

[1] مکرم جاہ ٹرسٹ فار ایجوکیشن اینڈ لرننگ کے زیر انتظام مراکز۔

مکرم جاہ ہائی اسکول برائے طلبا و طالبات موقوعہ شاہی محلات پرانی حویلی

یہ اسکول جو ۱۹۸۷ء میں قائم کیا گیا جو حکومت کا مسلمہ ہو چکا۔ طلبا و طالبات کے لیے علاحدہ علاحدہ عمارتوں میں تعلیم و تدریس کا انتظام ہے اس اسکول میں اسوقت طلبا و طالبات کی تعداد ۱۰۰ کے لگ بھگ ہے اس اسکول میں انگریزی ذریعہ تعلیم کے ساتھ ہندی، اُردو اور تلگو کے ساتھ دینی تعلیم سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ اور ہر روز نماز ظہر میں سینکڑوں طلبا مشغول ہوتے ہیں۔

محترمہ پرنسپل صاحبہ اور اساتذہ و معلمات کی خصوصی توجہ اور محنت سے ثانوی تعلیم کی تکمیل کے بعد قابل ناز ٹرسٹیز نے انٹرمیڈیٹ کی بہتر تعلیم و تربیت کے لیے جونیر کالج کا قیام عمل میں لایا ہے۔ اس کالج میں پہلے سال کی تکمیل کے بعد دوسرے سال میں 214 طلبا و طالبات BPC ۔ MPC اور CEC شعبوں میں زیر تعلیم ہیں۔

اس ہائی اسکول اور کالج کے علاوہ ٹرسٹ کی جانب سے مکرم جاہ انسٹیٹیوٹ فار ووکیشنل ٹریننگ کا قیام ۱۹۷۲ء میں عمل میں لایا گیا جس میں اس وقت ۱۲۵ اُمیدوار، ریڈیو اینڈ ٹی وی میکانک، موٹر میکانک، انسٹرومنٹ میکانک، ٹرنر، فٹر اور ویلڈر کے شعبوں میں تربیت پا رہے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے یہ مراکز ٹرسٹیز کی رہنمائی اور سکریٹری جناب محمد فیض اللہ صاحب قادری کی نگرانی میں کامیابی اور نیکنامی کے ساتھ کارکرد ہیں۔

[۲] نظامیہ حیدرآباد ویمنس اسوسی ایشن ٹرسٹ کے تحت حسب ذیل مراکز کام کر رہے ہیں۔

(۱) پرنسس عین ویمنس ایجوکیشنل سنٹر

اس سنٹر میں انٹرمیڈیٹ کامیاب طالبات کے لیے

(۱) یک سالہ پرائمری ٹیچر ٹریننگ کورس چلایا جاتا ہے جو حکومت کا مسلمہ ہے

(۲) یک سالہ کرافٹ ٹیچر ٹریننگ ایس ایس سی کامیاب طالبات کے لیے جاری ہے۔

(۳) یک سالہ ڈریس ڈیزائننگ اینڈ فیشن ٹیکنالوجی کا کورس جاری ہے

(۴) ایس ایس سی کامیاب طالبات کے لیے چھ ماہی اور نو ماہی کمپیوٹر کورس کا شعبہ بھی کام کر رہا ہے۔ جس سے سینکڑوں ملت اسلامیہ کی ہونہار دختران استفادہ کر رہی ہیں

جو اپنے لئے روزگار سے وابستہ ہوسکتی ہیں۔

(۲) اس ٹرسٹ اور ایجوکیشن سنٹر کی جانب سے پرنسس عیسن اسکول آف نرسنگ بھی چلایا جاتا ہے جس کا قیام ۱۹۹۰ء میں عمل میں لایا گیا جس میں تین سالہ کورس ہے ہر سال پچاس طالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے پہلے دوسرے اور تیسرے سال میں مجموعی طور پر ایکسو پچاس طالبات تربیت حاصل کرتی ہیں۔

(۳) پرنسس عیسن گرلز ہائی اسکول نہ صرف طالبات کے لیے یہہ اسکول بہترین مرکز تعلیم ہے اس میں اس وقت نرسری سے نویں جماعت تک کلاسس قائم ہیں اور طالبات کی تعداد نوسو کے لگ بھگ ہے۔ یہہ اسکول محترمہ نظیر الحسن صاحبہ پرنسپل کی شخصی نگرانی اور دلچسپی سے شہرت اور کامیابی کا حامل بن گیا ہے۔ یقین ہے مستقبل قریب میں ملّت اسلامیہ کی طالبات کے لیے اعلیٰ تعلیم کا مرکز بن جائے گا اس مدرسہ اور دیگر تعلیم و تربیت کے مراکز کا محل وقوع پرانی حویلی کی شاہی عمارات میں ہے۔

(۳) سلطان العلوم ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام چلائے جانیوالے تعلیمی اداروں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) سلطان العلوم پبلک اسکول (۲) سلطان العلوم جونیر کالج
(۳) مفخم جاہ کالج آف انجنیرنگ اینڈ ٹکنالوجی (۴) غلام احمد کالج آف ایجوکیشن
(۵) سلطان العلوم کالج آف بزنس اڈمنسٹریشن (۶) سلطان العلوم کالج آف ماسٹرس ان کمپیوٹر اپلی کیشن
(۷) سلطان العلوم کالج آف فارمیسی (۸) سلطان العلوم لاکالج (۹) کالج آف بی سی اے۔

یہہ سارے تعلیمی ادارہ جات نواب مفخم جاہ بہادر کے شاہی محلات اور ماحول میں کام کر رہے ہیں جس کا محل وقوع شہر کے بلند ترین اور خوشگوار و دلکش و دیدہ زیب ماحول میں دل افروز ہے۔

یہہ سارے تعلیمی ادارہ جات ہونہاران ملت اسلامیہ کی زندگیوں کو سنوارنے اور روشن بنانے میں عالمی شہرت و نیکنامی کے حامل بنے ہوئے ہیں جو حضور مفخم جاہ بہادر دامت برکاتہم العالیہ

کی سرپرستانہ نگرانی اور مایہ ناز ٹرسٹیز بالخصوص ہمدردِ ملت جناب خان محمد لطیف خان صاحب اور جناب غیاث الدین بابو خان صاحب اعزازی صدر نشین و اعزازی معتمد کی رہنمائی میں ہر سطح پر فیض رساں ہیں۔

عالی شان مفخم جاہ کالج کا ایک منظوم تعارف ملاحظہ ہو۔

مرادِ دل کا سراپا مفخم جاہ کالج ہے
عروجِ قوم کا حصہ مفخم جاہ کالج ہے

زمانہ حال کے سارے اداروں میں جو دیکھیں تو
ترقی کا اک آئینہ مفخم جاہ کالج ہے

فضائے پر کیف ہے ماحول اس کا ہے نشاط افزا
کہوں فردوس کا نقشہ مفخم جاہ کالج ہے

یہاں کا داخلہ بے شک ضمانت سرفرازی کی
کہ اک فیضان کا دریا مفخم جاہ کالج ہے

ترقی اسکی خوشتر ہے ہر اک شعبہ میں برتر ہے
نگاہِ شوق کا تارا مفخم جاہ کالج ہے

ترقی یافتہ ملکوں کی بزمِ فکر و دانش میں
وہ جس کا ہوتا ہے چرچا مفخم جاہ کالج ہے

بہت خوش بخت ہیں طلبا جو اس سے فیض پاتے ہیں
جو ہے معیار میں اعلیٰ مفخم جاہ کالج ہے

بلندی پر جو واقع ہے بلندی جس کی بخششی ہے
جو موقف میں بھی ہے اونچا مفخم جاہ کالج ہے

الکٹرانکس الکٹریکل میکانیکل پراڈکشن
منور جس کا ہر شعبہ مفخم جاہ کالج ہے

بلاشک آصفی عظمت کا اک گلزار ہے ثاقب
مفخم جاہ کا جلوا مفخم جاہ کالج ہے

❊

تعارفِ دارالسلام ایجوکیشن ٹرسٹ

الحمدللہ سرزمین دکن پر کل ہند مجلس اتحاد المسلمین کے زیرِ انتظام محترم المقام سالارِ ملت جناب صلاح الدین اویسی صاحب معزز رکن پارلیمان کی سرپرستی اور رہنمائی میں نوجوانانِ ملت کیلئے عصری تقاضوں اور معیارات کے مطابق سائنس و ٹکنالوجی کی تعلیم حاصل کرنے کے وسیع تر مواقع فراہم کردئیے گئے ہیں اور یہ تعلیم و تربیت کے ادارے ساری علمی دنیا میں شہرت اور نیکنامی کے حقدار بن گئے ہیں۔ اس تعلیمی ٹرسٹ کے تحت نہ صرف انڈر گریجویشن، گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کے تعلیمی ادارے کام کررہے ہیں جن میں انٹرمیڈیٹ بی کام، یم بی اے، یم سی اے کی تعلیم ہوتی ہے۔

بلکہ انجینئرنگ اور میڈیسن کے اعلیٰ معیاری کالجس بنام دکن انجینئرنگ کالج اور دکن کالج آف میڈیکل سائنس اپنے ذاتی عالی شان عمارات میں عالم گیر شہرت کے حامل بنے ہوئے ہیں۔ جس سے ہزاروں مسلم نوجوانوں کا مستقبل مختلف شعبوں میں درخشاں ہورہا ہے۔

دکن میڈیکل کالج اور انجینئرنگ کالج کا منظوم تعارف ملاحظہ ہو۔

پ

رحمت کا اجالا ہے دکن میڈیکل کالج — انوار کی شمع ہے دکن میڈیکل کالج

انجینئرنگ کالج وہ جس کا نگینہ ہے — سالار کا تحفہ ہے دکن میڈیکل کالج

دامن میں لیے اپنے بے مثل دواخانہ — مرکز یہ شفا کا ہے دکن میڈیکل کالج

تعمیر میں بے ہمتا تزئین میں گلدستہ — دنیا کا عجوبہ ہے دکن میڈیکل کالج

فن اور ہنر طب کے دامن کو سنوارے ہیں — فیضانِ دوبالا ہے دکن میڈیکل کالج

اب آبِ بقا جسکی تاثیر میں شامل ہے — اعجاز مسیحا ہے دکن میڈیکل کالج
تعلیم مثالی ہے اور اسکے نتائج بھی — ہر اک کا بھروسا ہے دکن میڈیکل کالج
سالار کی کوشش سے دکن کی فضاؤں میں — قسمت کا سویرا ہے دکن میڈیکل کالج
ملت کے جوانوں کا ارمان بنا ہے یہ — طالب کو نوازا ہے دکن میڈیکل کالج
دکن کی زمیں ہو کر سرشار یہ کہتی ہے — فیضان کا دریا ہے دکن میڈیکل کالج
دیتا ہے مسرت کی تنویر ہر اک دل کو — ہر آنکھ کا تارا ہے دکن میڈیکل کالج
جس نے بھی اسے دیکھا بے ساختہ کہہ اٹھا — تنویر میں یکتا ہے دکن میڈیکل کالج
مجلس کی نگاہوں کا جلوا ہے ہر آئینہ — مشہورِ زمانہ ہے دکن میڈیکل کالج
اس ہند میں دکن نے پائی ہے عجب شہرت — ملت کا سراپا ہے دکن میڈیکل کالج
دنیا نے نہ دیکھا تھا وہ آج حقیقت ہے — ثاقب کا اشارا ہے دکن میڈیکل کالج

٭

عظیم الشان اک ایوان اویسی ہاسپٹل ہے — اویسی شان کا فیضان اویسی ہاسپٹل ہے
نہیں ہے ہند میں کیا ایشیا میں اس کا ثانی اب — کروڑوں قلب کا ارمان اویسی ہاسپٹل ہے
دکن میں طبی کالج کا یہی تدریسی مرکز ہے — شفائی مرکز درمان اویسی ہاسپٹل ہے
مسلمانوں کا سر اونچا کیا ہے ساری دنیا میں — کہ یوں عزت کا اک سامان اویسی ہاسپٹل ہے
دکن کی گود میں یہ سربلندی کا ہے مینارا — مسلمانوں کی اک پہچان اویسی ہاسپٹل ہے
وقارِ کامرانی ہمتِ مردانہ ہے بے شک — اویسی عزم کی برہان اویسی ہاسپٹل ہے

تعارف مدینہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی۔ نامپلی حیدرآباد

تاریخی و نامور شہر حیدرآباد کی فضاؤں نے ایک عارف قوم وملت کے وجود کو اپنے آغوش میں سمیٹ لیا اور اسکے دیدہ و دل کو روشنی اور حوصلہ عطا کرکے ملت کی سربلندی اور سرفرازی کے مقاصد کو روبعمل لانے کیلئے مامور کرلیا۔ الحمدللہ عثمانیہ یونیورسٹی کے ایک نوجوان اور ہونہار گریجویٹ جن کے حصے میں قانون کی ڈگری بھی آئی جو طالب علمی کے زمانے میں ہی قائدانہ صلاحیت کے حامل پائے گئے وہ شخصیت جناب خواجہ محمد عارف الدین کی ہے جو کے یم عارف الدین کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔ انہوں نے ملت کے تعلیمی موقف کو دیکھتے ہوئے اسکو مزید آگے بڑھانے اور سنوارنے کیلئے ناہمواریوں کی پرواکئے بغیر کمرہمت کس لی اور ہونہاران ملت کی معیاری اور فائدہ بخش تعلیم کو پروان چڑھانے کیلئے ایک ادارہ بنام مدینہ ایجوکیشن اور ویلفیر سوسائٹی" قائم کیا اور پندرہ سال کے قلیل عرصہ میں ناہمواریوں اور مخالفتوں پر قابو پائے ہوئے مقدس نام مدینہ سے منسوب پودے کو ایک تناور درخت میں پھیلا دیا جس میں کئی پھول اور پھل بہار دکھا رہے ہیں۔ اور اسکے بانی و ناظم جناب کے یم عارف الدین صاحب اپنی کامیاب اور فیض بخش کاوشوں سے دور حاضر کے سرسید ہونے کا اعزاز پانے کے مستحق سمجھے جانے لگے ہیں اور مستقبل میں نوجوانان کے علاوہ ملت کے دوسرے طبقات کے لیے بھی خیرخواہ اور فیض رساں ہونے کا یقین بنے ہوئے ہیں۔

پندرہ سال کے قلیل عرصہ میں ان کی کاوشوں کا نتیجہ اسطرح وجود میں آیا ہے ملاحظہ ہو۔

[1] مدینہ پبلک اسکول ہو ٹوحمایت نگر۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے انگلش میڈیم کا معیاری اسکول جس میں ایس ایس سی تک تعلیم ہوتی ہے اور نتیجہ قریب قریب صد فیصد نکلتا ہے حکومت کی طرف سے اس مدرسہ کے اعلیٰ معیار کے اعتراف میں اعزازی ایوارڈ بھی عطا کیا گیا ہے۔ اس اسکول میں اس وقت دوہزار سے زاید لڑکے اور لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔

[2] مدینہ سوپر اسکول۔ ذہین اور اعلیٰ صلاحیت کے حامل لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے خصوصی توجہ کے ساتھ طلبا کی اعلیٰ قدروں کو اجاگر کرکے ٹکنیکل اور سائنٹفک کورسس کے لیے انہیں تیار کرتا ہے

فی الوقت چھٹی جماعت تک اس میں تعلیم دی جارہی ہے

[۳] مدینہ جونیر کالج برائے طالبات یہ کالج حمایت نگر میں 150 طالبات کیلئے آرٹس اور سائنس کے مضامین میں اعلیٰ معیاری تعلیم کا انتظام ہے جو صد فیصد کامیاب نتائج کا حامل ہے۔

[۴] مدینہ جونیر کالج برائے طلبا: یہ کالج نامپلی کی عمارت میں کام کر رہا ہے جس میں ۴۰۰ طلبا زیر تعلیم ہیں یہ کالج بھی کامیاب ترین معیار اور نتائج کا حامل ہے۔ اس کالج سے فارغ طلبا اکثر و بیشتر انجینئرنگ اور میڈیکل کالجس میں داخلے کے مستحق بنے ہیں اور بیرونی ملکوں کی یونیورسٹیوں میں بھی داخلہ حاصل کئے ہیں۔

[۵] مدینہ ڈگری کالج برائے طالبات حمایت نگر میں قائم ہے جس میں چارسو طالبات زیر تعلیم ہیں یہ کالج بھی اعلیٰ معیاری تعلیم اور نتائج کا حامل ہے۔

[۶] گلوبل ایجوکیشن سنٹر نامپلی میں یم بی اے کی تعلیم کا معیاری کالج اس سال قائم کیا گیا ہے

[۷] مدینہ اسٹوڈنٹس ہاسٹل، غیر مقیم طلباء کے قیام وطعام کے انتظام کے ساتھ۔ اس وقت پچاس طلبا مقیم ہیں

[۸] مدینہ آئی اے یس ہاسٹل: آئی اے یس کی تعلیم و تربیت میں مشغول طلبا کے قیام وطعام اور مطالعہ کا انتظام کیا گیا ہے جس سے امیدوار استفادہ کر رہے ہیں۔

[۹] مدینہ ایجوکیشن سنٹر نامپلی: تعلیمی، تہذیبی اور سماجی فلاح و بہبود کی ترویج و ترقی کیلئے عوامی اور خواص ارتباط کے ساتھ اغراض و مقاصد کو روبعمل لانے کے لیے منزل جہد و سعی ہے

[۱۰] مدینہ کالج فار بیچلرس آف کمپیوٹر اپلیکیشن: اس مرکز میں اس وقت ۴۵ امیدوار شریک ہیں

[۱۱] مدینہ ہیلت سنٹر: حیدرگوڑہ۔ عوام کے لیے ماہرین کے ذریعہ کم خرچ میں علاج معالجہ کی سہولت کا مرکز۔

[۱۲] مدینہ آئی کیر سنٹر حیدرگوڑہ۔ بینائی کی کمزوری کی تشخیص اور علاج کیلئے ماہرین امراض چشم کے ذریعہ عوام کیلئے ہمہ وقتی مرکز

[۱۳] مدینہ ہاسٹل فار ایلڈرس: ضعیف اور معمر بے سہارا لوگوں کی دیکھ بھال کیلئے قائم کیا گیا ہے حیدرگوڑہ میں واقع ہے جس میں اس وقت چار افراد شریک ہیں۔

[۱۴] کمپیوٹر کیمپس: نامپلی میں قائم ہے اور ستر امیدوار تربیت پا رہے ہیں۔

[۱۵] ملت فاؤنڈیشن: حمایت نگر میں ایک تعلیمی امداد کا مرکز قائم کیا گیا ہے جسکے ذریعے نادار مستحق طلبا کی امداد کی جاتی ہے۔

[۱۶] سی سی آئی یم اسکالرشپس کی اجرای کا انتظام : مدینہ ایجوکیشن سنٹر کی توجہ دہانی اور رہبری کے نتیجہ میں ہر سال قابل امداد طلبا کو امریکی اداروں کی طرف سے تقریباً دوسو طلبا کو اسکالرشپس کی شکل میں رقمی امداد دلائی جاتی ہے اس امداد کی بدولت بیسوں طلبا کا مستقبل مختلف تعلیمی شعبوں میں روشن ہو رہا ہے۔

[۱۷] عوامی شعور کو سیاسی، سماجی، ادبی، اور مذہبی روشنی پہونچانے کے لیے عوامی رابطے کی بلند معیاری رابطے کی زبان (اردو) میں "عوام" نام کا اخبار جاری کر کے بلند معیار پہ لایا گیا ہے۔ سیاسی سماجی اور عوامی مسائل پر فکر انگیز اداریوں اور مضامین کے ذریعے عوام میں "عوام" کو مقبول بنایا گیا ہے۔

[۱۸] ایجوکیشن سنٹر نامپلی کی وسیع و عالی شان عمارت میں ظہیر آڈیٹوریم اور سرسید ہال سے موسوم دو مراکز قائم کیے گئے ہیں جو اپنی سوسائٹی کے علاوہ عوامی تقاریب کے انعقاد کیلئے شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور حمایت نگر کی تعلیمی عمارت میں لطیف الدین ہال کا قیام بھی مذکورہ بالا مقاصد کے لیے بہترین مرکز ہے۔

واضح باد کہ مدینہ ایجوکیشن اور ویلفیر سوسائٹی کا سب سے بلند نصب العین ہونہاروں اور نوجوانوں کو زیور علم سے آراستہ کر کے ان کے مستقبل کو تابناک بنانے کے علاوہ عوام الناس میں بلا لحاظ مذہبی وابستگی دور حاضر کے تقاضوں کو سمجھنے اور قومی یکجہتی اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے ذہنی تربیت کے مواقع نامور اور دانشور شخصیتوں کے ذریعہ سال میں کئی دفعہ پیدا کیے جاتے ہیں۔ فی الواقعی عوام کے لئے یہ سنٹر ایک اوپن یونیورسٹی بنا ہوا ہے یہ سب محترم جناب کے یم عارف الدین صاحب کے اخلاص اور سعی پیہم کا نتیجہ ہے جسکے لیے وہ ہر طرح کی تائید اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اگر وہ چاہتے تو ارباب ذمہ دار سے روابط کے نتیجے میں کوئی انجینئرنگ یا میڈیکل کالج قائم کر کے سرمایہ اکٹھا کر سکتے تھے مگر وہ اپنی مخلصانہ دانشمندی اور جذبے کی بنا پر زیر اثر ابتدائی اور بنیادی تعلیم کے میدان میں فلاحی و رفاہی اداروں کے ساتھ ہندوستانی عوام کے لیے قابل ناز کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

(تاثرات شاہد صابری)

منظوم تعارف مدینہ اسکول و کالجس

ہے علم و حکمت کا اک شوالا مدینہ اسکول مدینہ کالج
ہے فکر و دانش کا اک سراپا مدینہ اسکول مدینہ کالج

خدا کی مرضی کا اک اُجالا مدینہ اسکول مدینہ کالج
ہے نوجوانوں کا اک بھروسا مدینہ اسکول مدینہ کالج

ہے نوجوانوں کی آرزو اور امنگ کا گلستاں نرالا
ہے تربیت کا حسیں سانچا مدینہ اسکول مدینہ کالج

اگر کسی حق نگر نے دیکھا یہی تو بے ساختہ کہے گا
ہے علم و فن کا عجب نگینہ مدینہ اسکول مدینہ کالج

یہ ظاہراً بھی یہ باطناً بھی مرقع حسن قلب جاں ہے
وہ جس کا ہر ایک دل سے شیدا مدینہ اسکول مدینہ کالج

فروغ دانش کی روشنی کو چہار جانب بکھیرتا ہے
بنا ہے پُرنور اک ستارا مدینہ اسکول مدینہ کالج

ہے اسکے حصے میں سربلندی ہر ایک مقصد میں کامیابی
وہ جس کا ہے معتمد حیالا مدینہ اسکول مدینہ کالج

یہ طالبات مدینہ کالج کی ہر زباں پہ یہی ہے نغمہ
ہمارے حق میں ہے اک سفینہ مدینہ اسکول مدینہ کالج

یہ جہد دانائے نا خدا سے بہت ہی محفوظ ہو گئی ہے
کنارے پہونچانے والی نیّا مدینہ اسکول مدینہ کالج

عمارتیں ہیں حسین و دلکش ہر اک کی سرشاریوں کا ساماں
نگاہ و دل کا ہے جو اجالا مدینہ اسکول مدینہ کالج

زہے مقدر کہ اس کا رہبر ہے اپنی عظمت کا ایک عارف
اسی کی کوشش کا ہے سراپا مدینہ اسکول مدینہ کالج

عروج ہو اسکو اور حاصل یہی تو تا[illegible] کی آرزو ہے
فلاحِ دارین کا وسیلہ مدینہ اسکول مدینہ کالج

تعارف تعلیمی ادارہ جات زیر اہتمام انوار العلوم ایجوکیشنل اسوسی ایشن حیدرآباد

عظیم تر شہر حیدرآباد کا قدیم خانگی مسلم تعلیمی ادارہ جات کا مرکز انوار العلوم ایجوکیشنل اسوسی ایشن ہے اسکی بنیاد آج سے نود سال قبل ۱۹۱۰ء میں ایک مخلص ایثار پسند ہمدرد ملت جناب عبدالرزاق صاحب مرحوم کی کاوش اور ایثار سے اسکی بنیاد قائم ہوئی۔ اس طویل مدت کے کئی انقلابی نشیب و فراز سے گذر کر ایک عظیم کاروان حیات تعلیمی کا موقف حاصل کیا ہے۔ ہونہاران ملت اسلامیہ کی ہمہ جہتی اور ہمہ شعبہ جاتی تعلیم و تربیت میں ملک گیر شہرت کی حامل ہے۔ الحمدللہ اسکے فیض رساں اداروں میں قابل ناز اضافہ ہوا ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

علاقہ نیو ملے پلی حیدرآباد میں موقوعہ تعلیمی مراکز

[۱] نواب شاہ عالم خان سنٹر فار پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز اینڈ ریسرچ انوار العلوم کالج

[۲] انوار العلوم کالج آف آرٹس کامرس، اینڈ سائنس

[۳] انوار العلوم کالج آف آرٹس، کامرس اینڈ سائنس فار گرلز

[۴] انوار العلوم اسکول آف کمپیوٹر سائنس

[۵] حیدرآباد انسٹیٹیوٹ آف بزنس میانجمنٹ

[۶] انوار العلوم کالج آف ایجوکیشن

[۷] انوار العلوم کالج آف لا

[۸] انوار العلوم جونیر کالج آف آرٹس، کامرس اینڈ سائنس

[۹] انوار العلوم جونیر کالج آف آرٹس کامرس اینڈ سائنس فار گرلز

[۱۰] انوار العلوم جونیر کالج آف آرٹس اینڈ کامرس (ایوننگ) شہر کے دیگر علاقوں میں

(۱۱) پرنسس شہکار کالج آف آرٹس، کامرس اینڈ سائنس فار گرلز پرانی حویلی۔ حیدرآباد

(۱۲) انوار العلوم کالج آف ہوٹل مینجمنٹ اینڈ کیٹرنگ ٹکنالوجی، بنجارہ ہلز حیدرآباد۔

(۱۳) انوار العلوم کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی۔ ملک پیٹ، حیدرآباد

(۱۴) نیو اسکول اعزہ، ملک پیٹ۔ حیدرآباد۔

(۱۵) انوار العلوم جونیر کالج شاہ علی بنڈہ۔ حیدرآباد

(۱۶) انوار العلوم جونیر کالج فار گرلز، پرانی حویلی حیدرآباد

علاقہ نامپلی حیدرآباد میں موقوعہ تعلیمی مراکز کی تفصیل

(۱۷) انوار العلوم جونیر کالج آف آرٹس، کامرس اینڈ سائنس

(۱۸) انوار العلوم ہائی اسکول فار بوائز

(۱۹) انوار العلوم ہائی اسکول فار گرلز

(۲۰) انوار العلوم مڈل اسکول فار بوائز

(۲۱) انوار العلوم مڈل اسکول فار گرلز

(۲۲) انوار العلوم پرائمری اسکول فار بوائز

(۲۳) انوار العلوم پرائمری اسکول فار گرلز

الحمدللہ ان (۲۳) تعلیمی مراکز کی کارکردگی، نیکنامی اور فیض رسانی مرہون ہے اپنے صدر نواب شاہ عالم خاں صاحب اور اعزازی معتمد محترم جناب محبوب عالم خاں صاحب کی مخلصانہ و ایثار پسندانہ رہنمائی و جہد مسلسل کی یقین ہے کہ مستقبل قریب میں اس تعلیمی اسوسی ایشن کا موقف روشن ترین ہوگا۔ اور ایک نامور یونیورسٹی کا درجہ حاصل کرے گا۔

تعارف تعلیمی ادارہ جات زیر اہتمام شاداں ایجوکیشنل سوسائٹی حیدرآباد

شہر حیدرآباد میں مسلمانوں کے جو تعلیمی ادارہ جات سرگرم عمل ہیں ان میں ایک قابل ناز مقام و مرتبہ کا حامل بن چکا ہے وہ ہے محترم المقام ہمدرد و بہی خواہ نوجوانان ملت جناب ڈاکٹر محمد وزارت رسول صاحب سابق یم ایل اے کی سرپرستی و نگرانی میں کام کرنے والی سوسائٹی بنام شاداں ایجوکیشنل سوسائٹی ہے جسکے تحت قلیل عرصہ میں سولہ تعلیمی و تربیتی مراکز نیکنامی اور کامیابی کے ساتھ چلائے جارہے ہیں جس سے ملت اسلامیہ کے ہزاروں نوجوان طلباء و طالبات ڈگریاں حاصل کر رہے ہیں اور امید واثق ہے کہ مستقبل قریب میں عصری تقاضوں اور سائنس و ٹکنالوجی کے شعبوں میں بشمول میڈیکل کالج اس مذکورہ سوسائٹی کی طرف سے قائم و فیض رساں ہوں گے۔ ان تمام تعلیمی اداروں کا قیام و انصرام اور کامیابی و سرفرازی محض ایک حساس اور مخلص اور جہد مسلسل کے غازی ڈاکٹر وزارت رسول خاں صاحب اور انکی بیگم محترمہ شاداں تہنیت صاحبہ بنت محترمہ عظمت عبدالقیوم صاحبہ کی شبانہ روز جد و جہد کی مرہون منت ہے +

اس سوسائٹی کے زیر اہتمام چلائے جانے والے تعلیمی ادارہ جات کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) شاداں گروپ آف ماڈل اسکولس (ریڈہلز برانچ)

(۲) شاداں گروپ آف ماڈل اسکولس (خیریت آباد برانچ)

(۳) شاداں جونیر کالج برائے طالبات

(۴) شاداں جونیر کالج برائے طلبا

(۵) شاداں ڈگری کالج برائے (طالبات)

(۶) شاداں ڈگری کالج برائے (طلبا)

(۷) شاداں کالج آف ایجوکیشن (بی ایڈ)

(۸) شاداں کالج آف لا (ایوننگ) یل یل بی

(۹) شاداں کالج آف پوسٹ گریجویٹ سائنس برائے ذنات یم یس سی

(۱۰) شاداں کالج آف پوسٹ گریجویٹ سائنس برائے ذکور یم یس سی

(۱۱) شاداں انسٹیٹوٹ آف کمپیوٹر اسٹڈیز برائے ذنات (یم سی اے) نیز برائے ذکور

(۱۲) شاداں انسٹیٹوٹ آف نیجمنٹ اسٹڈیز برائے اناث یم بی اے

(۱۳) شاداں انسٹیٹوٹ آف نیجمنٹ اسٹڈیز برائے ذکور یم بی اے

(۱۴) شاداں کالج آف انجنیئرنگ اینڈ ٹکنالوجی (بی ٹیک)

(۱۵) شاداں کالج آف فارمیسی (بی فارمیسی)

(۱۶) شاداں ویمنس کالج فارمیسی ۔

پتہ : 978 - 2 - 6 شاداں ایجوکیشنل کامپلکس

خیریت آباد حیدرآباد اے پی ۴

فون نمبرس : 3392582 - 3392374 - 3392573 -

ان کالجس کا منظوم تعارف ملاحظہ فرمایئے ۔

ہم سبھی دیکھ کے سرشار ہیں شاداں کالج — حکمت و علم کے گلزار ہیں شاداں کا

کیا فلک بوس عمارت ہیں ہیں ماشاء اللہ — سب کے سب قابل دیدار ہیں شاداں کا

کہکشاں دیکھ لے ان کو تو وہ شرما جائے — دانش و فکر کے انوار ہیں شاداں کا

اک نئے دور کی تخلیق یقیناً ہو گی — صبح امید کے آثار ہیں شاداں کا

نازش زمرۂ نسواں ہے بنت عظمت — فیض شاداں سے ضیا بار ہیں شاداں کا

خواب پورے ہوئے جاتے ہیں وہ سرسید کے — شان مسلم کے علمدار ہیں شاداں کا

کامیابی کی ہمیں ملتی ہے منزل جس سے — اک نئی راہ کے معمار ہیں شاداں کا

قابل ناز ہیں اس دور گراں باری میں — ہاں مسلمانوں کے غم خوار ہیں شاداں کا

فیض بخشی میں نہیں ان کے کسی کو انکار — سب اداروں میں یہ شہکار ہیں شاداں کا

طرز تعلیم کے سائنس و کامرس کے ہیں — سب کی تعریف کے حقدار ہیں شاداں کا

جس کا مقصود ہے تعمیر حیات ملت — اس نئے دور کا معیار ہیں شاداں کا

اب تو قائم ہوا انجنیئرنگ کالج بھی — تاج فن کے در شہوار ہیں شاداں کا

کمپیوٹر کورس کی تربیت و تعلیم بھی ہے — اس ہنر میں بھی ضیا بار ہیں شاداں کا

کیوں نہ دے نذر ستائش انہیں فکر ثاقب — ہاں وزارت کے یہ شہکار ہیں شاداں کا

تعارف مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی حیدرآباد

MANUU

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی قومی مرکزی یونیورسٹی ہے جو پارلیمنٹ کے ایکٹ ۲ بابتہ ۱۹۹۷ء کے بموجب قائم ہوئی ہے۔ قیام کے مقاصد حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ اردو زبان کی ترویج و ترقی

۲۔ اردو میڈیم سے فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کا اہتمام

۳۔ اردو میڈیم سے راست تدریس کے علاوہ فاصلاتی طریقہ سے اعلیٰ تعلیم و تربیت کا انتظام اور

۴۔ تعلیم نسواں پر مکمّل توجہ

یونیورسٹی کے دائرہ اختیار میں سارا ہندوستان شامل ہے اور حکومت ہند کی اجازت سے ہندوستان سے باہر بھی یونیورسٹی کے تعلیمی سنٹر کھولے جاسکتے ہیں یہ یونیورسٹی تمام طبقوں، توں اور عقیدوں کے ماننے والوں کے لئے ہے، خواتین، جسمانی معذورین، سماج کے کمزور بقات اور خصوصی طور پر درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل اور پسماندہ طبقات کے لئے خلہ کی گنجائش فراہم ہے۔

یونیورسٹی حیدرآباد میں قائم ہے، حکومت آندھرا پردیش نے یونیورسٹی کیمپس بنانے کیلئے سو ایکر اراضی عطا کی ہے، جہاں تعمیراتی کام شروع ہوچکا ہے فی الحال برنداون کالونی بی جو کی میں یونیورسٹی کے دفاتر واقع ہیں۔

یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر بین الاقوامی شہرت کے حامل معروف سائنس داں پروفیسر

محمد شمیم جے راج پوری کئی اہم خدمات پر فائز رہ کر اس عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے ہیں اور تیزی سے یونیورسٹی کی تشکیل میں مصروف ہیں، روایتی طریقہ تعلیم کے تحت مندرجہ ذیل اسکول اور شعبے قائم کئے جائنگے۔

1۔ لینگویجس، لنگوسٹکس اینڈ انڈالوجی اسکول شعبہ اُردو، شعبہ انگریزی، شعبہ ہندی

۲۔ کامرس اینڈ بزنس مینجمنٹ اسکول شعبہ بزنس مینجمنٹ

۳۔ جرنلزم اینڈ ماس کمیونیکیشن اسکول شعبہ جرنلزم

نظامت تعلیم نسواں کی تشکیل کے لیے ابتدائی اقدامات کئے جا چکے ہیں۔ نظامت فاصلاتی تعلیم کا شعبہ قائم ہو چکا ہے، آج کل فاصلاتی تعلیم ملک میں تیزی سے رائج ہو رہی ہے، ملک کی (۴۶) سے زیادہ روایتی یونیورسٹیوں اور (۹) اوپن یونیورسٹیوں میں فاصلاتی تعلیم کے ذریعہ مختلف کورسوں کی سہولیتں موجود ہیں، اُردو یونیورسٹی ان فاصلاتی تعلیمی اداروں سے اشتراک کریگی۔ فی الوقت اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (IGNOU) اور ڈاکٹر امبیڈکر اوپن یونیورسٹی سے مفاہمت ہو چکی ہے اور تعلیمی سال ۹۹۔۱۹۹۸ سے بی اے سال اول کورس کا آغاز ہوا اور 2000 - ۱۹۹۹ء کے لیے تین سالہ بی اے اور بی کام کورسوں میں داخلہ کا آغاز ہو گیا ہے۔ داخلے راست اور ذریعہ اہلیتی امتحان عمل میں آرہے ہیں۔ یونیورسٹی کے تین علاقائی مراکز نئی دہلی، پٹنہ اور بنگلور میں قائم ہو چکے ہیں۔ اور مرکز قائم ہونگے، نیز بلدہ حیدرآباد، اے پی کے اضلاع اور دیگر اسٹیٹوں میں (۱۹) اسٹڈی سنٹر قائم ہو چکے ہیں جہاں مشاورت اور رابطے کی جماعتوں کا انتظام کیا گیا ہے، فاصلاتی تعلیم میں طلبا کو "خود تدریسی نصابی مواد" روانہ کیا جاتا ہے، اسے سمجھنے میں طلبا دشواری محسوس کریں تو ان اسٹڈی سنٹرز پر رجوع ہو سکتے ہیں، ان مشاورتی جماعتوں میں حاضری بھی ضروری نہیں ہے، طلبا ذریعہ مراسلت بھی رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

تعارف شعبہ اُردو مرکزی یونیورسٹی حیدرآباد

یونیورسٹی آف حیدرآباد ہمارے ملک کی مشہور اور ممتاز جامعات میں سے ایک ہے۔ پوسٹ گریجویشن اور تحقیق کے شعبوں میں نہایت معیاری اور اعلیٰ کارکردگی کے سبب اس یونیورسٹی کو ملک گیر شہرت حاصل ہے۔ یونیورسٹی آف حیدرآباد ایک مرکزی یونیورسٹی ہے۔ اس کا قیام ۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ کے ایک قانون (ایکٹ ۳۹/۱۹۷۴ء) کے ذریعہ عمل میں آیا۔

یونیورسٹی آف حیدرآباد کا کیمپس خوش نما مناظر اور خوب صورت مظاہر قدرت کے حسن سے مالامال ہے جو تقریباً دو ہزار تین سو ایکڑ وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا ہے شہر کے شور شرابے سے دور یونیورسٹی کے احاطے کی خاموش فضا اور پُر سکون ماحول ذہنی و فکری کاوشوں کیلئے نہایت موزوں اور سازگار ہے۔

یونیورسٹی آف حیدرآباد میں ریاضی، کمپیوٹر سائنس، طبیعیات، کیمیا، حیاتیاتی سائنس اور بشری و سماجی علوم کے مدرسے ہائے تدریس قائم ہیں۔ اس جامعہ کے مدرسہ بشری علوم کا ایک حصّہ شعبہ اُردو بھی ہے جس کا قیام ۱۹۷۹ء میں عمل میں آیا۔ اُردو کے عظیم محقق پروفیسر گیان چند جین جنہیں مختلف جامعات میں اُردو کے شعبے قائم کرنے اور چلانے میں بڑی مہارت اور دیرینہ تجربہ حاصل ہے۔ اس شعبہ کے اولین صدر اور موسس مقرر ہوئے۔

پروفیسر گیان چند جین کے بعد ڈاکٹر سید مجاور حسین رضوی، پروفیسر ثمینہ شوکت صاحبہ اور پروفیسر سیدہ جعفر صاحبہ نے شعبہ کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ یکم مئی ۱۹۹۴ء سے نوجوان پروفیسر ڈاکٹر محمد انوارالدین شعبہ کی صدارت کے فرائض قابل فخر کامیابی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

حیدرآباد کا شعبہ اردو کئی ایک منفرد اوصاف اور ایک امتیازی شان کا حامل ہو گیا۔ اس شعبہ میں بین العلومی اور روزگار پر مبنی تعلیم کو خصوصی ترجیح اور اہمیت دی جاتی یہاں طلبا کے لئے

تعلیمی ماحول مہیا کیا جاتا ہے جو ان کی ذہانت، تنظیمی صلاحیت اور تحقیقی میلان کی نشوونما میں ممد معاون ہوتا ہے۔ اس شعبہ میں تحقیق و مطالعہ کے لیے ایسا نظام العمل بنایا جاتا ہے جس میں قومی یکجہتی کی اہمیت اور اس کے شعور کے فروغ و ارتقاء پر خاص توجہ ہوتی ہے۔

یونیورسٹی آف حیدرآباد کے شعبہ اردو میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی تعلیم اور تحقیق کا نظم ہے۔ ایم اے کا نصاب، جدید اور بین العلومی حدود حال کا حامل ہے۔

ایم فل کا پروگرام دوہرے مقاصد کا حامل ہے۔ نمبر ایک طلباء کو طریقۂ تحقیق کی تربیت دینا۔ نمبر دو ان میں عملی تنقید کی بصیرت پیدا کرنا تاکہ ان کا تحقیقی کام محض حقائق کے اعداد و شمار کی کھتونی نہ ہو بلکہ تنقیدی لطف اندوزی اور ادبی شہ پاروں کی جانچ اور احتساب کی ذہنی و فکری صلاحیتوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کرے۔

شعبۂ اردو میں تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے بہت اچھا سازگار ادبی ماحول موجود ہے۔ اس طرح شعبۂ اردو کو تحقیقی مرکز کی حیثیت سے مقبولیت حاصل ہوگئی ہے یہاں سے اب تک (۱۵۱) طلباء نے ایم فل کی ڈگریاں اور (۲۸) طلباء نے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

شعبۂ اردو، حیدرآباد یونیورسٹی میں داخلے کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ چنانچہ چند سال قبل اس شعبہ میں دو ایسے معمر اصحاب نے بھی داخلہ لیا جن کی عمر داخلہ کے وقت (72) سال تھی۔ ان میں ایک حیدرآباد کے مشہور رسالہ "شاداب" کے ایڈیٹر اور سینئر ایڈوکیٹ جناب محمد قمرالدین صابری صاحب ہیں جو ادبی حلقوں میں معروف و مشہور ہیں۔ دوسرے اردو کے نامور شاعر جناب محمد امان علی صابری ثاقب ہیں۔ یہ دونوں طالب علم نہ صرف شعبہ اردو بلکہ یونیورسٹی آف حیدرآباد کے تمام طلباء میں سب سے سینئر ہیں۔ شعبہ میں ان کے داخلے کے بعد یونیورسٹی آف حیدرآباد کی اکیڈیمک کونسل میں بھی ان کے داخلے کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔ یہ دونوں سینئر طالب علم پیرانہ سالی کے باوجود شعبہ کی مختلف علمی و ادبی سرگرمیوں میں جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں۔

شعبہ کے ہر ادبی پروگرام میں ان کی موجودگی کی وجہ سے طلبا میں ایک خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ جناب محمد قمرالدین صابری صاحب ان پروگراموں کے علمی مباحث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ جناب محمد امان علی صابری ثاقب صاحب ایسے موقعوں پر مہمان مقالہ نگار حضرات اور مہمان خصوصی اور صدور کا منظوم تعارف پیش کرتے ہیں۔ ان کے منظوم تعارف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ جس شخصیت کا تعارف پیش کرتے ہیں اس کے نام کو بطور ردیف اپنے کلام میں باندھتے ہیں۔ سماجی و معاشرتی موضوعات پر طویل نظمیں اور سوانحی و سیرتی کلام میں قابل ناز مہارت رکھتے ہیں شعبہ سے وابستگی کے دوران ان کے موضوعاتی کلام کے دو نسخے بنام گلدستۂ سخن حصہ اول و دوم کے اردو اکیڈمی کے جزوی تعاون سے اور ایک سوانحی مجموعہ شان بندہ نواز شائع ہوا ہے۔ نعتوں کا ایک مجموعہ اور اسلامی تاریخ کے مدوجزر کا ایک منظوم جائزہ زیر طباعت ہے جس کے لیے یہ تعارفی مضمون پیش کیا جا رہا ہے۔

تعارف نویس

محمود مصری ایم اے، ایم فل (آنرز) سنٹرل یونیورسٹی
ریسرچ اسکالر برائے پی ایچ ڈی اردو

تعارف احمد میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی یاقوت پورہ حیدرآباد

پرانے شہر کے ایک پس افتادہ علاقے یاقوت پورہ کالونی کے اندر مسلم طالبات کیلئے اسلامی اقدار کی پاسداری کے ساتھ علم کی ایک شمع منور کی گئی ہے جو ہر طرح قابل ناز ہے۔ یہ شمع ہے احمد میموریل سوسائٹی کے تحت ایک فراخ حوصلہ ایثار پسند اور جہد مسلسل کی مالک شخصیت جناب خواجہ حسین صاحب کی کاوش پیہم اور رہنمائی میں ابتدائی تعلیم کے اداروں سے شروع کرکے گریجویشن کی سطح تک انگریزی اور اردو میڈیم میں تعلیم کا انتظام ترقی پذیر ہے قلیل مدت میں جو تعلیمی ادارے طالبات کیلئے فیض رسانی کر رہے ہیں انکی تفصیل درج ذیل ہے

(۱) اسلامیہ ماڈل پرائمری اسکول انگلش و اردو میڈیم میں طلبا و طالبات کیلئے۔

اس وقت ان دو میڈیم میں طلبا و طالبات کی تعداد ۱۹۰۰ ہے۔

(۲) اسلامیہ ماڈل ہائی اسکول انگلش و اردو میڈیم برائے طلبا و طالبات جن کی تعداد 2500 ہے۔

(۳) اسلامیہ گرلز جونیر برائے طالبات دو سالہ انٹرمیڈیٹ کورس انگلش و اردو میڈیم بہ مضامین آرٹس، کامرس و سائنس پہلے اور دوسرے سال میں طالبات کی تعداد۔ 600 ہے۔

(۴) اسلامیہ ڈگری کالج انگلش و اردو میڈیم برائے طلبا و طالبات

مضامین آرٹس، کامرس اور سائنس مع کمپیوٹر سائنس

پہلے دوسرے اور تیسرے سال میں طلبا و طالبات کی تعداد 192 ہے۔

(۵) اسلامیہ بی سی اے کالج پہلا سال ہے جس میں 40 امیدوار ہیں

اس عصری تعلیمی مرکز میں اسلامیہ شعبۂ حفظ کا بھی اہتمام ہے جس میں 150 طلبا و طالبات شریک ہیں۔ امید ہے یہ تعلیمی ادارہ مستقبل قریب میں مسلم طلبا و طالبات کیلئے پوسٹ گریجویشن اور فنی تعلیم کا مرکز بن جائے گا۔

تعارف محفلِ اقبال شناسی

مسجد عالیہ گن فاونڈری حیدرآباد

دورِ حاضر میں علم و حکمت اور فکر و شعور اور ادراک و آگہی کی تابناکی کیلئے شہر حیدرآباد جیسے گہوارۂ علوم عصری و دینی اور مرکز یکجہتی ملل میں دنیائے مشرق و مغرب کا مسلمہ اور بے ہمتا شاعر رہبر ملت جو پیغمبرانہ اوصاف و رہنمائی کا حامل مفکر ہندوستان کی سرزمین پر ملت اسلامیہ کے خوابیدہ اور گم کردہ اوصافِ زمانہ شناسی و جہاں بانی کی طرف اہلِ ملت کی توجہ کو ہر ممکن زاویے سے پھیرنے کی منفرد صلاحیت کے ساتھ مشیت ایزدی کی تائید سے فکر و شعور اور آگہی کی مسند پر متمکن ہوا اس وجود کو اقوام و ملل کی ذکاوت و بصیرت نے محمد اقبال کے وجود میں دیکھا اور مغرب کی مصنوعی غیر حقیقی برتری کو چیلنج کرنے والا شاعر مشرق کا خطاب عطا کیا۔ ان کا یہ موقف مسلمہ ہے کہ شاعری کی دنیا میں ایسا بیدار مغز روشن فکر آگہی والا رہبر و رہنما شاعر اقبال کے مرتبہ کا کوئی تھا نہ ہوسکا اس انفرادیت کی بنیاد یہ تھی کہ وہ قرآن و حدیث کی روشنی سے اپنے دل و دماغ اور فکر و خیال کو منور کرتے تھے جس سے وہ اس معیار کے حامل تھے ؎ شاعری جزویست از پیغمبری

اس نظرئے اور حقیقت کا انطباق ساری ملت نے حضرت اقبال کی شاعری پر کیا ہے۔ اس تناظر میں دور حاضر میں ملت عظمیٰ کی پستی و کمزوری کو اپنے درماں کیلئے اقبال کی شاعرانہ فکر و رہنمائی کو سمجھنا اور اپنانا ناگزیر ہے اسی تقاضے کے پیش نظر اربابِ ملت بالخصوص نوجوان ذہنوں کو فکر اقبال کی روشنی پہونچانے کیلئے ایک ہمدرد و دور اندیش دانشور اور قائد جناب غلام یزدانی صاحب ایڈوکیٹ نے اپنے رفقاء کے مشورہ سے مسجد عالیہ گن فاونڈری کے نو تعمیر شدہ ہال میں محفل اقبال شناسی کے ہفتہ وار اجلاسوں کا سلسلہ شروع کیا۔ اور یہ اسی زنجیر کی ایک واضح اور مضبوط کڑی ہے جسکو حضرت سید خلیل اللہ حسینی صاحب نے اقبال اکیڈیمی کے نام سے قائم کیا تھا۔ محفل اقبال شناسی کے قیام و انصرام کے تقاضے کی تشریح داعی و نگران محفل جناب غلام یزدانی صاحب کی اس تحریری وضاحت سے پوری طرح واضح ہو جاتی ہے جو انہوں نے ۱۰۰ ویں نشست کے پر فیض و پر مسرت موقع پر پیش کیا جو یہ ہے۔

وہ ہم کلام اقبال پڑھتے تھے لیکن اسکے پیچھے جو روح پوشیدہ ہے اس سے بے خبر رہتے تھے۔

اقبال ہی نے کہا تھا۔ ع مری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ ۔ لیکن ہم ان کے کلام کو صرف شاعری ہی سمجھتے رہے ان محافل میں شرکت اور اثر پذیری کے بعد کلام اقبال تک پہونچنا ممکن ہو سکا۔ اور اقبال کا کلام و پیام قرآن حکیم اور احادیث نبوی کی شاعرانہ تعبیر ہے۔ اسطرح وہ اعتراض یا تنقید خود بخود ختم ہو جاتی ہے جو ان محافل کے مسجد کے کمیٹی ہال میں انعقاد پر کی گئی تھی، جناب یزدانی صاحب نے یہ اُمید بھی ظاہر کی کہ اصحاب کی دلچسپی متقاضی رہی تو ان محافل کی افادیت کو مزید اعلیٰ و بہتر بنایا جائے گا۔ اور جناب ظہیر الدین احمد صاحب صدر اقبال اکیڈمی جو محفل اقبال شناسی کو ایک روشن شمع بنانے میں اپنی اعلیٰ ر فکری اور گویائی صلاحیت کے ساتھ مصروف ہیں آپ نے وضاحت کی کہ حیدرآباد کو اقبال سے خاص شغف رہا ہے یہیں ان پر اولین کتب شائع ہوئیں یہیں حضرت بہادر یار جنگ نے اقبال کو عوام میں مقبول بنایا سقوط حیدرآباد کے بعد حضرت سید خلیل اللہ حسینی صاحب نے ان اعلیٰ روایات کو برقرار رکھا اور ان کوششوں میں نظم پیدا کرنے کیلئے اقبال اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا۔ یہ محافل اقبال شناسی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ یہاں ابتداً کلام اقبال کے تعارف کے بعد اسرار و رموز کا باقاعدہ متنی مطالعہ کیا گیا۔
اہل اصحاب کی دلچسپی کے نتیجہ میں فکر اقبال کے اساسی موضوعات پر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور کلام اقبال کے مافی الضمیر کی ترجمانی کرنے والے ممتاز اہل فکر و علم اصحاب میں صدر اقبال اکیڈمی جناب ظہیر الدین احمد صاحب نے اور ممتاز سائنس داں ڈاکٹر محمد تقی خان صاحب جناب ڈاکٹر عقیل ہاشمی صاحب صدر شعبۂ اردو جامعہ عثمانیہ، جناب مصلح الدین سعدی اور جناب ضیاء الدین نیر صاحب نے بھی اقبال کے فکری موضوعات پر وضاحتی خطاب فرمایا۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ محترم جناب ظہیر الدین احمد صاحب اس محفل میں مستقلاً اپنے درس کے سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اقبال کو فکرِ ثاقب کا خراج

شاعرِ بے مثال ہے اقبال — عاقلِ باکمال ہے اقبال

صاحبِ پُرجمال ہے اقبال — زیرکِ ذوالجلال ہے اقبال

کشورِ شاعری کی وادی میں — دولتِ لازوال ہے اقبال

فکر و فن اور مقصدیت میں — ماورائے خیال ہے اقبال

نوجوانوں کی چشمِ بینا میں — باثمر اک نہال ہے اقبال

سرورِ دیں کی عظمتوں کا نقیب — تاجِ عشقِ بلالؓ ہے اقبال

اُن پہ قرباں ہوتی ہے رعنائی — رشکِ حسنِ ہلال ہے اقبال

گر کوئی مجھ سے پوچھے کہہ دوں گا — میرا اپنا سوال ہے اقبال

فکرِ ملت کی خالی جھولی میں — فیضِ جود و نوال ہے اقبال

اپنے ماضی کی شان کا درپن — گویا آبِ زُلال ہے اقبال

چیرنے کیلئے دلِ تیرہ — نشترِ قیل و قال ہے اقبال

جس پہ کھلتے ہیں رازِ کون و مکاں — گویا بطنِ رجال ہے اقبال

ان کی ہر بات اترتی ہے دل میں — ناصحِ خوش خصال ہے اقبال

اسکو دیتا ہے حسن اور ثبات — فلسفہ کا عقال ہے اقبال

بہرِ عرفانِ ذاتِ احدیت — رہنمائے وصال ہے اقبال

قدرداں ہے زبانِ رومی کا — رازدانِ رجال ہے اقبال

شارحِ عظمتِ ولایت ہے — صاحبِ خوش مآل ہے اقبال

مدح خواں اسکے مشرق و مغرب — وہ عروجِ کمال ہے اقبال

فکرِ ثاقب میں ہے جلا اس سے — وہ شعارِ خیال ہے اقبال

تعارف المدینہ ویلفیر سوسائٹی

حیدرآباد کے علاقہ آصف نگر میں قیام پذیر ایک نوجوان ہمدرد قوم وملت شخصیت جناب رحیم اللہ خاں نیازی آرکیٹیکٹ نے ملت کی فلاح و بہبود کیلئے تعلیمی ورفاہی خدمات کی انجام دہی کیلئے ایک سوسائٹی مقدس شہر مدینہ طیبہ سے منسوب ایک ادارہ بنام المدینہ ویلفیر سوسائٹی قائم کرکے گذشتہ دو سال سے سرگرم عمل ہیں جسکے نتیجہ میں ہزاروں مستحق غریب افراد کی مدد کے ساتھ یتیم و ناداروں کی مالی امداد، تعلیمی وظائف معذوروں کے وظائف کے علاوہ عربی دینی مدارس کے قیام اور یتیم خانہ و ہاسٹل کی تعمیر جیسے اسکیمات کا آغاز کیا ہے۔ نیز ۲۵۸ یتیم لڑکیوں کی شادی کیلئے مالی امداد فراہم کی ہے۔ ان کے نزدیک سوسائٹی کے قیام کا مقصد صرف اور صرف ملت کی خدمت کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنا ہے اسلئے اہل خیر اور ہمدردان ملت سے مالی اعانت و مشاورت کے طالب ہیں

پتہ : 10-3-291/5

المدینہ ویلفیر سوسائٹی، وجے نگر کالونی۔ حیدرآباد۔ 500057

فون نمبر 3531082

وجے بنک وجے نگر کالونی AC-14112

بسمہ تعالیٰ شانہٗ

خیر اور فلاح کا ضامن ہاشم میموریل ٹرسٹ حیدرآباد کا منظوم تعارف

ملت کی شان کا نکھار ہاشم میموریل ٹرسٹ
رحمتِ رب کا شاہکار ہاشم میموریل ٹرسٹ

دکن کی سرزمین پر اپنی شمیم فیض سے
گلشنِ زیست کی بہار ہاشم میموریل ٹرسٹ

نام و نمود کو نہیں، حق کی رضا کے واسطے
بے کس کے دل کا ہے قرار ہاشم میموریل ٹرسٹ

تحصیلِ علم کیلئے، بے کس کی شادی کیلئے
امداد میں ہے فیض بار ہاشم میموریل ٹرسٹ

امداد اس سے پاتی ہیں ماہانہ بیوگان بھی
ان سب کا یار و غمگسار ہاشم میموریل ٹرسٹ

مرحبا انجینئرنگ کالج بھی قائم ہوگیا
ملت کا بن گیا وقار ہاشم میموریل ٹرسٹ

میڈیکل کالج کا قیام کوشش میں اسکی ہے شریک
خدمتِ خلق کا شاہکار ہاشم میموریل ٹرسٹ

اللہ اور رسول کی مرضی ہے اس کا مدعا
رحمت کا گویا آبشار ہاشم میموریل ٹرسٹ

ہند میں اور جتنے ہیں فیضِ عمیم کے ٹرسٹ
ان سب میں ہے یہ نامدار ہاشم میموریل ٹرسٹ

توفیقِ ایزدی اسے حاصل ہوئی ہے مرحبا
مرضیٔ رب پہ انحصار ہاشم میموریل ٹرسٹ

حج اور عمرہ کیلئے ملتی ہے اس سے بھی مدد
اس کام میں ہے نامدار ہاشم میموریل ٹرسٹ

عبدالقادر کے ہاتھ ہے جسکی کلیدِ روشنی
امید و آس کا منار ہاشم میموریل ٹرسٹ

تعریف اسکی مختصر الفاظ میں ثاقب ہے یہ
اسلامی قدروں کا وقار ہاشم میموریل ٹرسٹ

قارئینِ کرام کی توجہہ کیلئے!

کتب اور ان کا مطالعہ سماج اور معاشرہ کی آگاہی کیلئے اہمیت کا حامل ہوتا ہے افادی اور آگاہی مضامین کی روشنی دورِ حاضر کے سیاسی معاشرتی اور مذہبی امور کو انجام دینے کیلئے ضروری ہے اسکے لئے ہر موضوع سے متعلق دانشوروں اور قائدین کے نقاطِ نظر سے واقفیت اور حصول رہنمائی کے لئے کتب و رسائل کی اشاعت بہت اہمیت کی حامل ہے اس تقاضے کو پورا کرنے کیلئے اس حقیر شاعر نے ایک "فیضانِ ولایت ٹرسٹ" کا قیام عمل میں لایا ہے تاکہ مطلوبہ کتب کی طباعت و اشاعت کیلئے سرمایہ محفوظ کیا جاسکے۔ زیر نظر کتاب اسی ٹرسٹ کے زیر اہتمام شایع کردی گئی ہے۔ مستقبل میں یہہ سلسلہ انشاءاللہ جاری رہے گا۔ کئی مسودات اس ٹرسٹ میں موجود ہیں۔ اس ٹرسٹ کا مقصد محض اکتساب مالی منفعت نہیں ہے صرف اخراجات کی پابجائی پیش نظر ہے

قارئین کرام سے مخلصانہ خواہش کی جاتی ہے کہ وہ اشاعتی مقصد میں ہماری کامیابی کیلئے اس کتاب اور آئندہ شائع ہونے والی کتب کی خریداری اور مطالعہ پر اپنی اور احباب کی توجہہ مبذول فرمائیں۔

آرزومند
ثاقب صابری
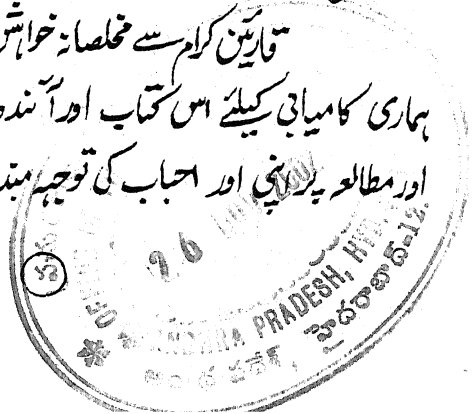
پیر جد امجد حضرت مخدوم شاہ محمد حسن قدوسی نعمانی مصطفےٰ آبادی المخاطب بہ معشوق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے

تصانیف عالیہ کی تفصیل

[۱] احدیت الواحدیت (مکتوب نظاب) [۲] اسرار محمدی (حروف مقطعات کی تشریح فارسی میں)
[۳] اسرار واحدیت (کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کی تفسیر فارسی میں) [۴] بیانِ حقیقت محمدی
[۵] بیان رجعت حرز سیف اللہ [۶] باطن العروج [۷] دیوان محمدی نعتیہ کلام [۸] وحدت الشہود (فارسی)
[۹] حقیقت گلزار صابری (حضرت مخدوم صابر پاک رضی کی سوانح [۱۰] فضائل تلاوت حقیقت گلزار صابری
[۱۱] گنج خدش [۱۲] گنجینۂ وحدت [۱۳] کتاب شجرات [۱۴] لب الحیوانات [۱۵] مثنوی
وجود باشہود [۱۶] مثال نکات صوفیہ [۱۷] معرفت حقائق الحقیقۃ [۱۸] مولد شریف صابری
[۱۹] نکات وتعلیمات حسنیہ [۲۰] نگارِ وحدت [۲۱] رسالہ برزخیہ وجدانی [۲۲] رسالہ برزخیہ
روحی [۲۳] رسالہ تکسیر الشیونات [۲۴] شجرۂ حقیقۃ [۲۵] تاریخ آئینۂ تصوف
(۱۱ سلاسل طریقت کی تکمیل تاریخ [۲۶] تشریح البیعت [۲۷] خزینۂ احوال الغیوب
[۲۸] خم خانۂ وحدت

مرشدی ومولائی الحاج حضرت سید شاہ خواجہ قطب الدین احمد ہاشمی صابری چشتی نظامی وقادری
المعروف حضرت شاہ قطب العرفان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تفصیل

(۱) مکتوبات ہاشمی حصہ اول (۲) مکتوبات ہاشمی حصہ دوم
(۳) مکتوبات ہاشمی حصہ سوم (۴) گلدستۂ عرفان (مواعظ ومضامین کا مجموعہ)